نوائے

افغان جہاد

صفر ۱۴۳۰ھ
فروری ۲۰۰۹ء

اقصانا

لا ھیکل لھم

یہ ایک مختصر جنگ نہیں ہے
کوئی جنگ مختصر نہیں ہوتی
چاہے وہ ایک دن کے لیے ہو۔

●

جنگ میں خون بہتا ہے
اور خون انسانوں کا ہوتا ہے
خون بہانے والوں میں
اک طرف صلیبی ہیں
اک طرف محمدی ﷺ ہیں
تو محمد ﷺ کے سرفروشوں کو تم سے کچھ کہنا ہے

●

ہم اِس جنگ کا آٹھواں سال دیکھ رہے ہیں
جنگ کے میدان میں بھی اور اِس میدان کے باہر بھی
ہم نے ایک ایسی جنگ کے دو ہزار نو سو دن دیکھے ہیں، جو ہم سے متعلق ہے
جو سب سے متعلق ہے
اس جنگ نے یہی سوال اٹھایا ہے
اور یہ ایک ملت کی استقامت ہے جو اس سوال کو پوری دنیا کے سامنے لے آئی ہے
وہ ایک سیلاب کی راہ میں چٹان بن کر کھڑے ہو گئے ہیں
اور اِس سیلاب کو اب یہیں رُک جانا ہے
یا پھر کہیں نہیں رُکنا ہے

●

جس کے نتائج، دور و نزدیک، گھر گھر دستک دے رہے ہیں
اور جس کا فیصلہ بستی بستی پہنچ رہا ہے۔
یہ جنگ اب پوری دنیا سے مخاطب ہے
بات کفر اور حق کے درمیان چلی ہے
اور اسے اب ایک انجام کو پہنچنا ہے
یہ لمحہ ہم سب سے متعلق ہے
افغانستان میں انسانیت کے مستقبل کی جنگ لڑی جا رہی ہے۔

●

کہ اب انسان کو اب سنگدلوں کے ہاں جھکنا نہیں
رب کا غلام بننا ہے
سجدہ لاٹھیوں کو نہ ہوگا، عبادت اب 'شر' کی نہ ہوگی
'مستقبل' اندھی، بہری، بے رحم طاقت کا نہیں
حق، حریت، حمیت کے لیے ہے۔
انسانی معاشرے اب ریوڑ نہ بن پائیں گے
اور ہر شرف، رب کے فرمانبرداروں کے لیے ہوگا
کہ اب 'بوجہل' کے بیٹوں کو، محمد ﷺ کے سپاہیوں کے قدموں کی خاک بننا ہے

●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہانہ

نوائے افغان جہاد

جلد نمبر ۲، شمارہ نمبر ۲

صفر ۱۴۳۰ھ

فروری 2009ء

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا:
''خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیے''، تو پوچھا گیا، کون اجنبی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا:
''بُرے لوگوں کی کثرت میں (گھرے ہوئے) نیک لوگ۔ جو اُن کی نافرمانی کریں گے، وہ اُن کا کہنا ماننے والوں کے مقابلے میں زیادہ ہوں گے''۔

(احمد، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ)

عنوانات

ادار یہ
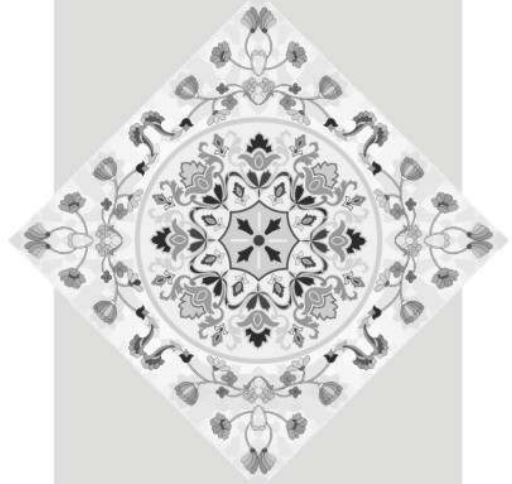
قیمت فی شمارہ : ۱۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع، نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام نوائے افغان جہادؒ ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبینِ مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے.............................

☆ اِسے بہتر سے بہترین بنانے میں ہمارا ساتھ دیجئے۔

☆ اِسے دوسروں تک زیادہ سے زیادہ پہنچانے کا اہتمام کیجیے۔

اپنی تجاویز، تبصرے اور تحریریں درج ذیل برقی پتے (E-mail) پر ضرور ارسال کیجیے۔

nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر 'نوائے افغان جہاد' ملاحظہ کیجیے

www.nawaiafghan.wordpress.com

بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے؟؟؟

آج امتِ مسلمہ واضح طور پر دو گروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ایک طرف امت کی گردنوں پر بھاری بوجھ کی صورت مسلط حکمران اوران کے اعوان وانصار ہیں انہی کی صف میں وہ ملحد وزندیق افراد اور گروہ بھی ہیں جو کلمہ تو اسلام کا پڑھتے ہیں مگر دم غیروں کا بھرتے ہیں دنیا انہیں 'سیکولر' کے نام سے جانتی ہے۔اسی صف میں مذہبی چغے میں ملبوس وہ جمہوری (جمورے) بھی کھڑے ہیں جو جمہوریت اور دستوری ریاست کو اسلامی جواز فراہم کر کے کفر کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ 'ہم وہ نہیں جن سے تمہیں خطرہ ہے۔جو مجاہدین پر زبانِ طعن دراز کر کے کفر کو اس کا حمایتی ہونے کی یقین دہانی کراتے ہیں۔بامیان میں بتوں کو گرانے سے لے کر سی ڈیز کی دکانوں کو اُڑانے تک 'نہی عن المنکر بالید' کے ان مظاہر سے اُن کا دم گھٹتا ہے،اپنی اولاد کو مغرب کے رنگ میں رنگنے اوراسی کی زُلف کا اسیر بنانے کے بعد وہ سیکولر نظام تعلیم کے اس قدر رلدادہ ہو گئے ہیں کہ سکولوں کی بندش پہ مرے جاتے ہیں اوراس سے انہیں کوئی سروکار نہیں کہ وہ سکول چاہے ظالم فوج کے کیمپ ہی کیوں نہ ہوں جن میں بیٹھ کر وہ مسلمانوں پر گولہ باری کرتے ہیں۔

دوسری طرف وہ جانباز اورسربکف مجاہدین اوران کے اعوان وانصار ہیں جو ساری دنیائے کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر 'ربنا اللہ' (ہمارا رب، صرف اللہ ہے) کا اعلان کرتے ہیں۔

پہلے گروہ کی بنیادی صفات' کفار سے مرعوب ہونا،اُن کی ٹیکنالوجی،عسکری و مادی طاقت کو ناقابل شکست تسلیم کرنا،مساواتِ انسانی کے عقیدے کے تحت اُن کو مسلمانوں کے برابر کا انسان سمجھ کر اُن سے تعامل کرنا،اُن کی کفر یہ اصطلاحات انسانی حقوق،مساوات،رواداری کو بنیاد کر اُن سے مکالمے کرنا جب کہ ان کے غلیظ ہاتھ امتِ مسلمہ کے پاکیزہ لہو سے رنگین ہیں۔دنیا میں ہر طرح کی عزت وذلت،کامیابی و ناکامی اور خیر وشر کا مالک،کافر ممالک کے حکمرانوں کو سمجھنا اوراُن کی غلامی کرتے ہوئے مجاہدین اسلام کے خلاف ہر طرح کی خدمت بجالانا۔کفار کے 'تالوں' اور 'سروں' پر جہاد کو دہشت گردی قرار دیتے ہوئے دامے، درمے، قدمے اور سخنے اس عظیم عبادت کی بیخ کنی کی کوشش کرنا،اس گروہ کے امتیازی اوصاف مذمومہ ہیں۔دُنیا بھر کے وسائل،افواج،ذرائع ابلاغ اس گروہ کے قبضہ میں ہیں۔

اس سب کے باوجود وہ محض اللہ کی نصرت کے سہارے عراق میں مجاہدین کے ہاتھوں ذلت ورسوائی سے دوچار ہو چکا ہے چاہے وہ دنیا کے سامنے اس ذلت کو حکمت کے پردوں میں چھپانا چاہے وہ بہر حال آشکارا ہو کر ہی رہے گی اور فلسطین میں بھی اس کفر کی دُم پر پاؤں آنے کے بعد اُس نے میزائلوں سے ایمان اور عقیدے کو ختم کرنے کی سعی لاحاصل کی،افغانستان میں خود کفار کے بیانات اور رپورٹس اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ اللہ کے قہر کا شکار ہو چکے ہیں۔تیس ہزار مزید فوج بلانا اور خُراسان کے آزاد قبائل کو ہدف بنانا اسی بات کی غمازی کرتا ہے۔جب کہ جہاد فی سبیل اللہ کرنے والا لشکر ہر ملامت کرنے والے کی ملامت سے بے نیاز کفر کی ٹیکنالوجی کو تارِ عنکبوت (مکڑی کا جالا) سے بھی کمتر سمجھتا ہے۔جب ہی تو قادرِ مطلق نے نو گیارہ (گیارہ ستمبر) کو انہی کے ہاتھوں سے کفار کے شان وشوکت کے مظہر،کوٹھے (ورلڈ ٹریڈ سنٹر) ریزہ ریزہ کروا دیے۔یہ مجاہدین،کفار کو مسلمانوں کے برابر سمجھنا تو کجا،انہیں بندر،خنزیر اور کتے سے بھی حقیر سمجھتے ہیں۔کیونکہ اُن کا مالک کہتا ہے **اولٰئک کالانعام بل ھم اضل** (یہ جانور ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر)۔

یہ مجاہدین فی سبیل اللہ کفر' کی بنائی ہوئی جغرافیائی حد بندیوں اور کفریہ سرمایہ دارانہ نظام کی محافظ دستوری ریاستوں کو بھی پیروں تلے روندتے ہوئے یہ اعلان کرتے ہیں کہ 'ہر ملک ملک مااست کہ ملکِ خدائے مااست' اور وہ پوری دنیا میں شریعتِ محمدی ﷺ کو غالب اور بالا دست کرنے کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔یہ گروہ مجاہدین،وسائل سے تہی دامن ہے اور افراد سے بھی تہی داماں۔اُمت نے بہت کم گراں مایہ ہیرے اس گروہ کی جھولی میں ڈالے ہیں جو پوری امت کی بقاء اور سرفرازی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ساری دنیا کی زمین ان پر تنگ کر دی گئی ہے۔غیر تو غیر' اپنے بھی بیگانے ہو گئے ہیں۔مصائب ومشکلات کے پہاڑ ہیں جوان پر ٹوٹ رہے ہیں۔آج بلادِ اسلامیہ سمیت دنیا بھر کی جیلیں انہی کے وجودِ مسعود سے آباد ہیں۔لیکن یہ بھی ازلی حقیقت ہے کہ حق والے تعداد میں تھوڑے ہی ہوتے ہیں اور وسائل سے بے پرواہ اور مصائب وآزمائش کی بھٹی سے گزار کر ہی اُن کا انہیں مالک کندن بناتا ہے۔آخر کو انہی نے تو پوری دنیا میں اُس کا کلمہ سربلند کرنے کی اہم ذمہ داری کو نبھانا ہے۔اور پھر مقصودِ حقیقی' اپنے محبوب کے چہرے کی زیارت اوراُس کی رضا کا حصول اور جنت کے ابدی انعامات یہ سب کچھ اتنے سستے تو نہیں۔چند روزہ حقیر زندگی کی ان انعامات کے بدلے کچھ قدر و قیمت نہیں۔اللہ کے ان بندوں کو تو صرف اور صرف اللہ ہی کی قوت اور طاقت کا سہارا ہوتا ہے اور یقیناً اللہ کی طاقت ہی تمام طاقتوں سے بڑھ کر ہے۔کفر واسلام کی اس جنگ میں اُمت کی اکثریت،معرکے سے دور بیٹھے تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے۔انہیں اب اس معرکے کو سمجھ کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ حزب اللہ اور حزب الشیطان میں سے کس کا ساتھ دیں گے؟

ایمان کا تقاضا کفار سے عداوت ہے

مولانا محمود الحسن عثمانی

ایمان کے سفر میں عدل (ہر چیز کو اپنے صحیح مقام پر رکھنا) خیر القرون کے حضرات کے ہر عمل کی اساس تھا۔ گھر کی چوکھٹ ہو یا دنیا کا آنگن، محبت و نفرت انہی پیمانوں پر استوار تھی:

"مَن أَعطٰی لِلّٰهِ تَعالٰی وَمَنَعَ لِلّٰه تَعَالیٰ، وَاَحَبَّ لِلّٰهِ تَعالیٰ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ تَعَالیٰ، وَاَنْکَحَ لِلّٰهِ تَعَالیٰ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ اِیْمَانَهُ"

"جس نے دیا تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور روکا تو اللہ تعالیٰ کے لیے، محبت کی تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور بغض رکھا تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ کے لئے تو یقیناً اس نے اپنے ایمان کی تکمیل کر لی"۔ (احمد، مسند مکّیین)

چنانچہ اس ایمان کا اثر تھا کہ وہ تمام انسانوں کو قطعاً "ایک برادری" نہیں سمجھتے تھے، نہ ہی سب انسان ان کے نزدیک "برابر" تھے۔ عباد اللہ (اللہ کے بندوں) اور عباد الطاغوت (سرکشوں کے غلاموں) کی تقسیم ان کے ہاں بڑی واضح تھی اور ان میں سے ہر ایک کو وہ (شرعی حیثیت اور حق کے مطابق) اپنے مقام پر رکھتے تھے۔ اِدھر والوں کے حق میں وہ (اَذِلَّةٍ) نرم دل اور ﴿رُحَمَآءُ﴾ "مہربان" تھے اور ان کی خاطر حقیقتاً اپنے جان و مال تک سے گزر جاتے تھے۔ جب کہ اُدھر والوں کے مقابلے میں ﴿اَعِزَّة﴾ "سخت" اور ﴿اَشِدَّآءُ﴾ تیز تھے۔ اِن سے تعلق ﴿وَلِیٌّ﴾ دوست (مددگار، محبت کرنے والے) کا تھا۔ جب کہ اُن سے یہ ﴿بَرِیءٌ﴾ "بیزار" (دستبردار و کنارہ کش) تھے۔ ناحق ایک انسان کی جان لینا ان کے نزدیک پوری انسانیت کے قتل جیسا تھا لیکن ناحق ایک انسان کو چھوڑ دینا، اسے بھی وہ اپنے ایمان کا مسئلہ سمجھتے تھے۔ اہلِ کفر و شرک سے تعلق کی بابت ان کا اساسی اعلان وہی تھا جو ان کے اور ہمارے امام ابراہیم علیہ السلام کا تھا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَداً حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (الممتحنة: ٦٠:٤)

"(مسلمانو!) تمہارے لیے ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، اُن سب سے بالکل بیزار ہیں۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی جب تک کہ تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لے آؤ۔"

یہ ہے ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا اُسوہ۔

وَمَن يَّرغَبُ عَن مِلَّةِ اِبرَاهِيمَ اِلَّا مَن سَفِهَ نَفْسَه' (البقرة:١٣٠)

"اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو"

خزاں کی گرد نے دھندلا دیے چہرے اپنے

خیر القرون کا زمانہ گزرا اور پھر ایک ایک کر کے چودہ صدیاں گزر گئیں۔ رحمٰن کے بندوں اور شیطان کے ساتھیوں کے درمیان کشمکش بھی سرفروشی کے فسانے کو آگے بڑھاتی رہی۔ ایمان بالغیب اور اس کے تقاضوں کی دعوت کو مٹانے اور دھندلانے کے لیے، اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح نت نئے فتنے بھی نازل ہوتے رہے یہاں تک کہ قربِ قیامت کی نشانیاں لئے تاریخ کا وہ دور بھی آ گیا، آج جس سے ہم گذر رہے ہیں۔ جب یہود و نصاریٰ اور ان کے متعفن معاشروں کی سڑانڈ سے جنم لینے والی مغربی تہذیب اپنی ساری آرائش و آلائش، ثقافت و کثافت اور فکر و کفر کے ساتھ دنیا پر راج کرنے لگی اور تہذیب کے امام وہ قرار پائے جو اپنی شناختی دستاویزات میں، ولدیت کے خانے میں......صرف اپنی ماں کا نام لکھنے پر مجبور ہیں! وہ انسان جو دنیا میں اللہ کی بندگی اور وحی کی تعلیمات کی پیروی اور اقامت کے لیے آیا تھا، وہ بھی اس تہذیب کے اثرات سے اپنا دامن نہ بچا سکا (الا ما رحم ربی) اور رسولِ صادق ﷺ کی فرمودہ پیشین گوئیاں کھلی آنکھوں سے دیکھی جانے لگیں:۔

"لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَن کَانَ قَبْلَکُم شِبْرًا شِبْرًا، وَذِرَاعًا ذِرَاعًا، حَتّٰی لَو دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُم، قُلنَا یَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلْیَهُودَ وَالنَّصَارٰی؟ قَالَ "فَمَن"

(البخاری: کتاب الاعتصام)

"یقیناً تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طور طریقوں کی بالشت بہ بالشت اور گز بہ گز پیروی کرو گے حتی کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی پیروی کرو گے"۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہود و نصاریٰ کی (پیروی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا "تو اور کس کی"

یہود و نصاریٰ کی اتباع، ان سے مرعوبیت، معذرت خواہانہ رویوں، اور اللہ کے معاملے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کے خوف نے دنیا میں ہماری امتیازی شناخت کو دُھندلا کر رکھ دیا ہے۔ وضع قطع ان شکلوں کی اختیار کی جانے لگی، جہنم میں پھینکے جانا جن کا مقدر ہے۔ لباس اور زبان میں نقالی اُن کی ہونے لگی جو محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا اولین دشمن، اور آپ کے پیروکاروں کو کھلم کھلا بدتہذیب قرار دیتے ہیں۔ چھری کانٹا پکڑنے تک کے آداب ان سے لیے گئے شراب و خنزیر جن کی گھٹی میں پڑے ہیں۔ آلودگی سے بچاؤ کا درس وہ دینے لگے جو طہارت و پاکیزگی کے ابتدائی آداب تک

سے واقف نہیں۔نصابِ تعلیم تو کیا مقصدِ تعلیم بھی ان کا اپنالیا گیا جو اپنا شجرہ نصب بندر سے جوڑنے والے ہیں۔آسمانوں سے ہدایت لے کر اترنے والی زبان عربی مبین اپنوں میں بیگانی ہوگئی، مقابلے میں غیروں کی زبانیں سیکھی نہیں بلکہ ''اختیار'' کرلی گئیں، جنہیں سلام میں پہل کرنے کی ممانعت اور تنگ راستوں کی طرف مجبور کرنے کا حکم تھا ان کی تعظیم وتکریم ہونے لگی، بلاتفریقِ مذہب وملت سب کو بھائی بھائی قرار دیا گیا۔مغرب نے اپنے ظلمت کدوں کو جن مصنوعی روشنیوں سے چمک بخشی اور جن فنون کے بل پر بخشی، انہی کا سیکھنا سکھانا زندگیوں کا ہدف بن گیا۔ایک طبقے نے مسلمان علماء کے بجائے علمائے یہود ونصاریٰ سے علومِ اسلامیہ کے حصول کو فخر جانا۔سہانے مستقبل کے خواب لیے، دارالکفر کے ان باسیوں میں جابسنا ــــــ جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا تھا اور جو گمراہ ہوچکے تھے ــــــ معیارِ زندگی کی علامت بن گیا۔پھر انہی ملکوں کے نظام اور قانون کی تعریفیں ہونے لگیں اور یہ تعریفیں کرتے وقت سوچا بھی نہ گیا کہ یہ مدح سرائی نواقضِ اسلام میں سے ہے۔(کیا ایک چمکتے دمکتے بیت الخلاء کو، جو سونے چاندی کی ملمع کاری کے باوجود بھی جائے غلاظت ہی رہتا ہے دارِقرار، عافیت کدہ یا ایک مثالی جگہ قرار دیا جاسکتا ہے؟) پرانے آقا دوسری جنگِ عظیم کے بعد جو'آزادیاں' اطوار واخلاق اور طرزِ حکمرانی دے کر گئے، وفاداروں نے اس کو مزید مضبوط کیا۔نظام ہائے مملکت کو اقوامِ متحدہ کی صورت میں قائم بین الاقوامی جمہوری جبر کے زیرنگین کردیا گیا، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں قانون سازی کے لیے ایوان سجے، کفری قوانین اور فیصلوں کی تنفیذ کے لیے عدالتیں بنیں، سود اور سٹے پر مبنی معاشی ڈھانچوں کے ذریعے امت کے وسائل کو عالمی طاغوتی اداروں کے ہاں رہن رکھوا دیا گیا، خارجی و داخلی معاملات میں اہلِ اسلام کو ایسے معاہدات کا پابند ٹھہرایا گیا جن کے بارے میں اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری تھی۔بیتِ عتیق کے رب کو چھوڑ کر، بیتِ ابیض میں بیٹھے ہوئے فرعونوں کی بندگی اختیار کرنے والوں نے ایسے وطیرے اختیار کیے کہ پوری امت اپنے بدترین دشمن کے ہاتھوں یرغمال بن گئی، حقیقتاً آج رومیوں کا سردار ہی پوری اسلامی دنیا کا حاکم ہے۔

اس تشبہ اور غلامی کے ہمارے اندازِ فکر پر جو اثرات پڑنے تھے وہ کس سے پوشیدہ ہیں؟ احکامِ شریعت کی بے وزنی، ایمانی نقطہ نظر کے بجائے اشیاء وحوادث کی ظاہر بین نگاہوں سے جانچ پرکھ اور مغربی تہذیبی اقدار کو ''اسلامیانے'' کی کوششیں اس مرعوبیت کے کرشمات ہیں۔مسلم دنیا میں اس مہم کے سرخیل، متجددین اور رائے پرستوں کے مختلف طبقات ہیں۔حالات کا تجزیہ ہو یا مسائل کی تشخیص اور ان کا حل، ان کے نزدیک نصوصِ قرآن وسنت اور ان کی مستند تشریحات سے زیادہ اہم عقل، منطق اور ''تمام انسانیت'' کی تسلی پر مبنی توجیہات ہوتی ہیں۔یہ طبقہ اول تو اسلامی فقہ کے اس تمام ذخیرے ہی کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رکھنا چاہتا ہے جو مسلمانوں کو اہلِ سنت والجماعت کے منہج سے جوڑے یا پھر اسلام کی ایسی تشریح وتعبیر اس کی جدوجہد کا مرکز ہوتی ہے جو دنیائے کفر کو مطمئن رکھے، ان کی اقدار کی نفی کے بجائے اسی میں سے اپنے لیے گنجائشیں نکالے۔شرعی اصطلاحات کی ایسی توضیح جس سے عالمی جاہلی نظام پر زد نہ پڑے اور خود اس عالمی نظام کی اصطلاحات اور اقدار کی ایسی تعبیر جس سے انہیں اسلامی جواز فراہم کیا جاسکے، اور باور کرایا جائے کہ یہی کچھ تو اسلام (چاہتا) ہے۔یہ کام ان کے بنیادی مقاصد میں سے ہیں۔

خود مغربی مفکرین اس بات کو بکثرت دہرا چکے ہیں کہ مسلمانوں پر محنت سے زیادہ اہم یہ ہے کہ اسلام پر محنت کی جائے۔لہٰذا چودہ سو سال پر پھیلے ہوئے عظیم الشان علمی ذخیرے سے کاٹ کر ایک ایسے اسلام کا تعارف جو شرعی پابندیوں سے آزاد اور بے خارو بے ضرر (غیرذات الشوکۃ) ہو، رائے پرستوں کے ان طبقات کے ذریعے پورے عالمِ اسلام میں پھیلایا جارہا ہے۔تحقیقاتی اداروں اور نشریاتی چینلوں کے ذریعے اسلام کی یہ نئی تشریح پورے زور شور سے جاری ہے۔نصابی کتب کا ایک ایک مضمون خود بول رہا ہے کہ اس کے پیچھے کیا ذہنیت کارفرما ہے۔سب سے اہم ہدف جو نہیں دیا گیا ہے وہ 'ولاء و براء' میں تحریف کا ہے حالانکہ ''ولاء'' (یعنی محبت ونصرتِ مومنین) اور ''براء'' (یعنی بغض و عداوت کافرین) کا عقیدہ اہم ترین اسلامی عقائد میں سے ہے۔حتیٰ کہ بعض اہلِ علم کے نزدیک توحید کے بعد، قرآن مجید میں جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے وہ یہی عقیدہ ہے۔مگر یہ متجددین مسلمانوں کے ذہنوں سے اس عقیدے کو کھرچ دینا چاہتے ہیں اور اس کے بجائے کفار سے موالات اور مومنین ومجاہدینِ صادقین سے برآءت کی فضا عام کرنا چاہتے ہیں۔اللہ اپنے فضل سے ہمیں اور ہماری آئندہ نسلوں کو اس فکری ارتداد سے بچائے۔﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

مسلم معاشروں کی مغربی تہذیب سے اثر پذیری کا ایک اور افسوس ناک پہلو موضوعِ دعوت کی تبدیلی کی صورت میں سامنے آیا۔پختہ نالیاں، مضبوط کھمبے، کشادہ سڑکیں، آبی وسائل، رسائل کے ذرائع اور ان جیسی تمدنی سہولیات کی فراہمی انسانیت کی عظیم خدمت قرار پائی۔اس کام کو بڑی عبادت کا درجہ مل گیا اور امت کے بہترین دعوتی، مالی وانسانی وسائل اس عمل کے لیے جھونک دیئے گئے۔اس غلو کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ جنھیں اُمت کی اصلاح کرنا تھی، نیکیوں کا حکم دینا تھا، برائیوں سے روکنا تھا، تلاوتِ آیات، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب وسنت کی روشنی کو عام کرکے لوگوں کو جنت کے دروازوں کی طرف بلانا تھا، جہاد کا علم اٹھانا تھا۔۔ان کی صلاحیتوں اور مصروفیات کا بیشتر حصہ ایسی ہی کامیابیوں کے حصول میں کھپ گیا۔''فرائض کی ادائیگی'' کی دعوت کی جگہ ''حقوق کی فراہمی'' کے وعدوں نے لے لی۔دل اگر اس پر خون کے آنسو نہ روئیں تو انھیں حق ہے کہ انھی کی زندگی کا تو سامان تھا جو جاتا رہا۔

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

●___●

اے امت مسلمہ! آؤ جہاد کی طرف

غزہ پر اسرائیل کی حالیہ جارحیت کے تناظر میں، شیخ اسامہ بن محمد بن لادن حفظہ اللہ کا پیغام

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اس سے استعانت طلب کرتے ہیں اور گناہوں سے معافی مانگتے ہیں۔ اپنی خواہشات کے شر اور اُن کے بُرے انجام سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ بے شک جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، وہ وحدہ لا شریک ہے۔ اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

میری عزیز امت مسلمہ! میں اِس کٹھن مرحلے پر غزہ کی صورتحال پر اپنا ردّعمل محض لعن طعن کی صورت میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا، بلکہ آپ سے ایک اہم بات کہنا چاہتا ہوں جس کے ذریعے ہم وہ سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں جو ہم سے چھن گیا۔ یہ کسی بادشاہ یا شہزادے کی خوشامد کرنا نہیں، نہ ہی کسی وزیر یا غلام کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ اور نہ ہی یہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا کوئی رعب قبول کرنا ہے۔ جی ہاں! وہی سلامتی کونسل جو کہ فلسطین، عراق، افغانستان، صومالیہ، کشمیر اور چیچنیا کے مظلوم مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلانا چاہتی ہے۔ میں وہ حق بات کہنا چاہتا ہوں جس کا مقابلہ کرنے کی کوشش پوری کفری دنیا کررہی ہے اور ہمیں مٹانے کے لیے اسے ہمارے عقیدے، ہمارے منہج اور ہماری زندگیوں سے مٹانا چاہتی ہے۔ میری مراد "جہاد فی سبیل اللہ" ہے جس کے ذریعے بیت المقدس کو واپس لیا جاسکتا ہے۔ وائے ناکامی! کہ القدس کا تقدس پامال کردیا گیا اور مسلمان اپنے فریضہ جہاد سے غافل ہیں۔ اے امت مسلمہ! یاد رکھیے کہ فلسطین کو آزاد کرانے کی ابتدائی کوششوں کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ آزادی کی یہ جنگ ان لوگوں کی سرکردگی میں لڑی گئی کہ جو بذات خود امت مسلمہ کے خائن حکمران ہیں کہ جنھوں نے امت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ میں امت کی ناکامی کے اسباب کو پراَسرار بنادیا گیا۔ حیرت تو تب ہوتی کہ اگر وہ جنگ ہم جیت جاتے لیکن ہم بھلا فاتح ہو ہی کیسے سکتے تھے جن حکمرانوں نے اس جنگ کی ذمہ داری اس وقت کے اردن کے حقیقی حکمران برطانوی جنرل فلپ پاشا کے سپرد کردی۔ کوئی قوم بھلا کیسے فاتح ہوسکتی ہے جبکہ اس کی فوج کا سربراہ ہی اُس کا دشمن ہو۔ جزیرۃ العرب میں عملی طور پر انگریز جنرل فلپ حکمران تھا اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اسے حاجی عبداللہ فلپ کا نام دے دیا گیا۔ اس موضوع پر اگر کوئی بھی برطانوی دستاویزات کا مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ ہمارے لوگ کتنے بے خبر تھے۔ آج بھی وہی دھوکے باز، چہرے اور نام تبدیل کئے امت محمد ﷺ کے رہنما بنادیے گئے ہیں۔ آج مسلمان دنیا میں ہر جگہ ایک بریمر (عراق میں سابق امریکی سول منتظم) موجود ہے، چاہے وہ منظر عام پر ہو یا خفیہ طور پر اور اس کے ساتھ علاوی (سابق عراقی وزیراعظم) موجود ہے جن کا کام بس کفار کے احکامات کی تعمیل کرنا ہے اور ہر ملک میں ایک سیستانی (عراق میں شیعہ عالم) اور طنطاوی (شیخ الازہر) موجود ہے جن کی حمایت کے لیے سرکاری مولویوں کے گروہ موجود ہیں اور ایسے مصنفین، دانشور، صحافی اور رپورٹر بھی موجود ہیں جو صلیبیوں کی جارحانہ کارروائیوں کو ہماری اسلامی سرزمین پر جائز قرار دیتے ہیں۔ ہمارے خائن حکمرانوں نے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اُمت کو مسلسل دھوکے میں رکھا ہوا ہے جبکہ علمائے حق کا دور دراز دیہاتوں میں خطبہ جمعہ بھی ان حکمرانوں کو گوارا نہیں۔ مسئلہ فلسطین کو کھٹائی میں ڈالنے والی اہم اور پہلی وجہ آزادی کے خالی خولی نعرے ہیں جو کہ اصل نصب العین (یعنی جہاد کے ذریعے ارض مقدس کی آزادی اور خلافت کا قیام) سے نظر ہٹا دیتے ہیں اس کی بڑی مثال مسلمانوں کے خائن حکمرانوں اور اُن کے وزراء کی ہے جنہوں نے امت کے اس اہم ترین مسئلے کو حل کرنے کے لیے اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل پر اعتماد کیا ہے درحقیقت یہ رویہ اپنے نصب العین سے فراموشی اور اپنی ذمہ داری سے دستبرداری کا ہم معنی ہے۔ اسی طرح کا رویہ بعض علماء و مبلغین اور مذہبی تنظیموں کا بھی ہے جو مسلمانوں کے خائن اور مرتد حکمرانوں سے فلسطین میں مجاہدین کی حمایت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہ طرزِ عمل صرف اور صرف مزید شہادتوں کا سبب بن رہا ہے اور ارض مقدس، مسلمانوں سے مزید دور ہوتی چلی جارہی ہے۔ کوئی بتائے کہ ہم اپنے دشمنوں کے ایجنٹوں سے کس طرح بھیک مانگ سکتے ہیں؟ کیا یہ لوگ اتنے عشروں سے بھیک مانگ مانگ کر اکتائے نہیں؟ وہ شخص جو مصیبت میں اپنے دشمن سے مدد مانگتا ہے اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی جھلسا دینے والی گرمی کے مقابلے کے لیے آگ کی مدد چاہے۔

اپنی ذمہ داریوں سے روگردانی کا ایک رویہ یہ بھی ہے کہ اسلامی تحریکوں کے رہنما، حکمرانوں سے فلسطین کی آزادی کیلئے جہاد کی اجازت مانگتے ہیں یا لوگوں کے مطالبات لے کر حکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ بیکار کے ان دھندوں سے یہ لوگ اپنی تحریکوں کے پیروکاروں کو دھوکہ دیتے ہیں اور انھیں گمراہ کرتے ہیں۔ اسلامی تحریکوں کے ایسے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائیوں کو سچ سچ یہ بتادیں کہ وہ امت

اپنی ذمہ داریوں سے روگردانی کا ایک رویہ یہ بھی ہے کہ اسلامی تحریکوں کے رہنما حکمرانوں سے فلسطین کی آزادی کیلئے جہاد کی اجازت مانگتے ہیں یا لوگوں کے مطالبات لے کر حکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں یہ سب بیکار باتیں ہیں۔

کی ذمہ داری کا بارگراں اٹھانے سے معذور ہیں۔ کفار عالمی اور مقامی سطح پر ہر اس شخص کو ظلم کا نشانہ ضرور بضرور بنائیں گے جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے آواز بلند کرتا ہو، جو امت کے نوجوانوں کی توانائیوں کو گلی کوچوں میں غیر مسلح مظاہروں میں ضائع کرنے کی بجائے ان کو جہادی قافلوں کی صورت تیار کرتا ہے تاکہ وہ صیہونی صلیبی اتحاد اور علاقے میں موجود ان کے ایجنٹوں سے محض اللہ کی رضا کے لیے لڑیں۔ مصلحت کے شکار ان رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے باہمت اور باصلاحیت بھائیوں کو موقع دیں کہ وہ اس مشکل وقت میں اسلامی تحریکوں کی رہنمائی کریں تاکہ وہ اپنا دینی فریضہ سرانجام دے سکیں۔ ان میں سے جو جہاد کو فرض اولیں نہیں سمجھتا، تو اسے دوسروں کو موقع دینا چاہیے اور پاسبانِ حرم کو گمراہ نہیں کرنا چاہیے۔ مسجد اقصیٰ اور ارض فلسطین کی آزادی کے تمام بھٹکے راستوں کے درمیان ایک ہی صراط مستقیم ہے اور وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ۔ ہمارے مالک اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں کفار کی جارحیت کو روکنے کا طریقہ کچھ یوں بیان فرمایا ہے

''پس اللہ کی راہ میں لڑو، تم اپنی ہی جان کے ذمہ دار ہو اور مومنوں کو جنگ کے لیے ابھارو۔ بعید نہیں کہ اللہ کافروں کا زور توڑ دے۔ اللہ کا زور سب سے زیادہ زبردست اور اس کی سزا سب سے زیادہ سخت ہے''۔ (سورہ النساء۔ ۸۴)

چنانچہ دشمن سے لڑنے کے لیے لوگوں کو ترغیب دے کر کفار کی جارحیت کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ یہ کہہ کر اپنی ذمہ داریوں سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے کہ اس داری تمام دنیا سے ختم ہوئی اور وہ ہمیشہ کے لیے تاریکیوں میں ڈوب گیا۔ سو تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد، غلیظ امریکہ اس کھیل کا واحد کھلاڑی بن کر ابھرا۔ اس نے اپنی پالیسیاں تمام دنیا پر مسلط کیں اور ہمارے حکمرانوں نے پہلے سے بھی بڑھ کر سر تسلیم خم کر دیا۔ بے حمیت و بے غیرت حکمرانوں کی انہی حرکات کی وجہ سے فلسطین میں صیہونیوں کو پاؤں جمانے کی مزید شہ ملی۔ اُس وقت آپ کے بھائیوں نے دنیا کی اس مغرور ترین طاقت اور وقت کے ہٹلر کے خلاف اعلانِ جہاد کیا۔ اس دیوہیکل گینڈے کے سینگ توڑ کر رکھ دیئے اور اس کے بلند و بالا میناروں کو ملبے کا ڈھیر بنا دیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن غصے میں پھٹ پڑا اور اپنا زعم باطل قائم رکھنے کے لیے پوری دنیا سے مجاہدین کے رہنماؤں کو ڈھونڈنے لگا، خواہ وہ زندہ ہوں یا پہلے ہی اپنی مراد پا چکے ہوں۔ درحقیقت امریکہ کی مثال بدر کے محاذ سے بے شمار ساز و سامان کے باوجود ذلت اٹھانے والے 'قافلہ ابوجہل' کی سی ہے جو سبق سیکھنے سے انکار کر دیتا ہے۔ پس ہمیں نے اللہ کے جود و کرم سے امریکہ اور اس کے حواریوں کا غرور خاک میں ملایا ہے۔

جب جنگ کا میدان گرم ہوا اور دشمن نے ہم پر حملہ کیا
تو جواباً انہیں جو جواب ملا وہ تلوار ہی کا جواب تھا

الحمدللہ آج مجاہدین کے حملوں کی بدولت امریکہ کی انسانی، سیاسی اور

وہ لوگ جو تمہیں اپنا حق حاصل کرنے کیلئے انتخابات کا راستہ اختیار کرنے کے لیے مغرب کی مثال دیتے ہیں، وہ تمہیں دھوکہ میں رکھتے ہیں اور تم سے جھوٹ بولتے ہیں۔

ساری صورتحال کی ذمہ داری حاکم وقت یا علمائے کرام پر عائد ہوتی ہے بلکہ یہ اپنی ذمہ داریوں سے سراسر فرار کا رویہ ہے۔ اس سلسلے میں شریعت کا حکم بہت واضح ہے۔ جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں ہر مسلمان پر جان و مال سے جہاد کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ جہاد، فرضِ کفایہ کے درجے میں داخل نہ ہو جائے۔ آپ بغیر کسی حکمران کی مدد کے صہیونی طاقتوں کے خلاف لڑ سکتے ہیں اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر کفار کو شکست دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اس بات سے قطع نظر کہ ان کی اکثریت صلیبی، صیہونی اتحاد کیساتھ مل کر آپ کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔

عزیز امت مسلمہ! میں ایک بار پھر یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کا راستہ آپ کیلئے بہت آسان ہے۔ اگر آپ سیدھی راہ پر چلنا چاہیں اور اللہ پر توکل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلیں اور تمام برائیوں سے بچے رہیں۔ یہاں میں ثبوت کے طور پر دو واقعات پیش کرتا ہوں کہ مسلمان کیسے بے سروسامانی اور اپنی صلاحیتوں میں سے صرف کچھ صلاحیتیں صرف کر کے کفار کو شکست دے سکتے ہیں؟

پہلا واقعہ سوویت یونین کی افغانستان میں شکست ہے جو اللہ کی شان اور لوگوں کی کوششوں سے کسی ملک کی فوجوں کی مدد کے بغیر ہی ممکن ہوئی اور اس کی اجارہ معاشی بنیادیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ وہ معاشی تباہی کے اس دہانے پر پہنچ گیا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹے ملک سے بھی بھیک مانگ رہا ہے، اب اس کے دشمن اس سے خوفزدہ نہیں اور دوستوں میں بھی اس کی کوئی وقعت نہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ امریکہ کے وجود کے زوال پذیر ہونے سے صلیبیوں کی بنیادیں اور شریانیں تباہ ہوگئی ہیں۔ کیونکہ امریکہ کی تباہی کا سب سے بڑا خطرہ اسرائیل کے وجود کو ہے۔ امریکہ کا یہ ڈرامائی زوال، اسرائیل کے غزہ پر ظالمانہ حملے کرنے کی ایک بڑی وجہ تھا۔ شیطان بش کی مدتِ صدارت کے آخری دنوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اقدام کیے گئے۔ اس عشرے کے دوران امریکہ نے ظلم اور شدید نفرت کا جور رویہ اختیار کیا، آج تک کسی نے مسلمانوں کے خلاف نہ کیا تھا۔ وائٹ ہاؤس نے اپنی فوجوں کو افغانستان میں مجاہدین کے خلاف کارروائی کا حکم دیا اور عراق میں ان کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ قبل اس کے کہ امریکہ کی کمزوریاں کھل کر سامنے آ جائیں، اس سے پہلے کہ ''ویٹو'' کا نظام تباہ ہو جائے، قبل اس کے کہ دنیا اسرائیل کی اعلانیہ ناانصافی کی پشت پناہی چھوڑ دے اور اس کے کبر و غرور کے خلاف آواز بلند سے بلند تر ہوتی چلی جائے۔ اسرائیل نے بھی بش حکومت کے خاتمے سے قبل ہی اس

خوفناک قتلِ عام کا آغاز کر دیا تا کہ وہ اپنے صہیونی مفادات کا تحفظ کر سکے۔

اے امت مسلمہ!

امریکی حکومت کی کمزوریوں اور زوال کی بحث اور امریکی معیشت کی تباہی محض ایک تخمینہ نہیں ہے بلکہ اب تو اس کے تجربہ کار رہنماؤں نے بھی اس بات کو مان لیا ہے، جسے وہ اب زیادہ دیر تک چھپا نہیں سکتے، نئے امریکی نائب صدر نے کہا ہے کہ مسائل ہماری توقعات سے بھی بدتر ہیں۔ امریکہ کی موجودہ معیشت تباہی کے خطرے سے دوچار ہے۔ سپین کا وزیر تجارت کہتا ہے ''شاید تمام دنیا کی معیشت تباہ ہو جائے''۔ مزید برآں، سابق نگران وفاقی چیئرمین ایلس گرین سپین نے کہا کہ ''معاشی مصائب کے مقابلے میں سب سے بڑی پریشانی بھی ایک پکنک (تفریح) معلوم ہوتی ہے''۔ فرانس کا صدر نکولس سرکوزی اس مسئلے کو ایسے بیان کرتا ہے کہ ''گہرائی میں دیکھا جائے تو عالمی معاشی نظام تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے''۔

میں یہ کہوں گا کہ وہ ابھی بھی تباہی کے راستے پر ہیں اور اللہ کی شان ہے کہ اس نے ان بے انصاف لوگوں کو ناانصافیوں کا بدلہ دیا ہے۔ جرمنی کے وزیر خارجہ کا کہنا ہے ''دنیا اب کبھی اس مقام پر واپس نہیں جا سکے گی جیسا وہ اس مسئلے سے پہلے تھی۔ عالمی معاشی نظام میں امریکہ اپنا مقام بطور سپر قوت برقرار نہیں رکھ سکے گا''۔

مگر اصل سوال یہ ہے کہ آیا امریکہ آنے والی دہائیوں میں ہمارے خلاف جنگ جاری رکھ سکے گا؟ میں آپ کے سامنے امریکہ کی خبر رساں ایجنسیوں کی رپورٹ بیان کرتا ہوں جو یہ ثابت کرتی ہے کہ آئندہ آنے والے دنوں میں امریکہ کی طاقت زوال پذیر ہو جائے گی۔ دراصل اسلام کے بیٹوں نے جہاد کا جو علم، صہیونیوں کے خلاف بلند کیا ہے اسی کی بدولت دشمنانِ اسلام کو تباہ کن نتائج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور یہ بات سات سال کی جنگ میں بالکل واضح ہو چکی ہے۔ مختلف رپورٹس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 70 فیصد امریکی، صدر بش کے جانے سے خوش ہیں جس نے انہیں ایک ایسی جنگ میں جھونک دیا ہے جہاں ان کی بقا خطرے میں ہے۔ انہیں ایک ایسے اقتصادی بحران سے دوچار کر دیا ہے، جس نے انہیں ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اس نے اپنے پیروؤں کو قبر (گڑھا) وراثت میں دی ہے، ان کے لیے دو بدترین چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک ایسی دودھاری تلوار نگلنے کیلئے دی ہے جو انہیں زخمی کر رہی ہے مگر اس کے باوجود انہیں اس کا سامنا کرنا ہے۔ اور بدترین ترکہ تو وہ طویل گوریلا جنگ ہے جس میں ان کا سامنا ایک صابر اور ثابت قدم دشمن (مجاہدین) سے ہے ان کے جنگی مصارف کو پورا کرنے کا ذریعہ صرف سودی قرضوں کا وبال ہے۔ اگر وہ اس جنگ سے پیچھے ہٹتے ہیں تو یہ ایک فوجی شکست ہوگی اور اگر وہ اسے جاری رکھتے ہیں تو وہ اقتصادی بحران کا شکار ہو جائیں گے۔ وراثت میں دو جنگیں ملی ہیں اور وہ ان میں سے ایک کو بھی جاری رکھنے کا روادار نہیں ہے اور اب، ہم اللہ کی نصرت سے اس کے لیے مزید نئے محاذ کھولنے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ

صبر بہترین ہتھیار ہے اور تقویٰ بہترین سواری۔ اگر ہم شہادت کا مرتبہ پا جائیں تو یہی تو ہم چاہتے ہیں۔ میں تمام مسلم اُمہ کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ نے ہمیں جو نعمتیں عطا کی ہیں اور جو صبر عطا کیا ہے اس کی بدولت ہم اگلے سات سال تک جہاد جاری رکھنے کے قابل ہوئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ اس سے اگلے سات سال اور پھر ان سے بھی اگلے سات سال اللہ کی نصرت کے سہارے یہ جہاد جاری رکھیں گے

اے امت مسلمہ! تمہیں اپنے دین کے دشمنوں کے خلاف جہاد جاری رکھنے کے لیے اپنے مجاہد بھائیوں کی مدد کرنی چاہیے۔ اپنے دشمنوں کو عراق و افغانستان اور باقی تمام محاذوں (جو کہ صہیونی طاقتوں نے تمھارے خلاف تمھارے علاقوں فلسطین، وزیرستان، اسلامی مغرب اور صومالیہ میں کھول رکھے ہیں) پر اُلجھائے رکھنے کے لیے تم پر واجب ہے کہ تم اپنے مال اور جان سے مجاہدین کی مدد کرو۔ یہ اللہ رب العزت کی خاص عنایت ہے کہ مجھے خود جہاد میں شرکت کا تجربہ ہے اسی لیے میں اس کے مالی معاملات سے واقف ہوں۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جسے اللہ رب العزت توفیق دیں کہ وہ اپنے دین کی اس فتح میں حصہ دار بنے اور اپنے نبی ﷺ کی امت کا دفاع کر سکے۔ آج مجاہدین کی مشکلات حضور نبی کریم ﷺ کے دور کی مشکلات سے بہت مشابہت رکھتی ہیں۔ جب ایک موقع پر آزمائش کی گھڑیوں میں سیدنا عثمانؓ بن عفانؓ نے مجاہدین کے سارے لشکر کے ساز و سامان کا اہتمام کیا تو رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''آج کے بعد عثمانؓ سے جو بھی (خلاف اولیٰ) کام ہو جائیں تو اس سے ان کا کوئی نقصان نہ ہوگا''۔

پس میری عزیز امت! کون ہے جو آج سیدنا عثمانؓ کے جذبے کی طرح اس مشکل وقت میں آگے آئے گا؟ مجھے معلوم ہے کہ کسی بھی قسم کا کوئی لالچ، مسلمان تاجروں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہیں روک سکتا۔ بلکہ امریکہ اور علاقے میں موجود اس کے ایجنٹوں کا خوف انہیں اس کام سے روکے ہوئے ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ یہ کوئی بہانہ نہیں اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اگر تم مومن ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ (التوبہ۔۱۳)

پیاری امت مسلمہ! دین کی سالمیّت اور حفاظت کے لیے ہجرت ایک ضروری عمل ہے۔ جب نبی ﷺ کفار کی طرف سے مجبور کر دیئے گئے تو آپ ﷺ نے اپنے خاندان، قبیلہ، گھر اور سرزمین مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کی۔ لہذا آپ لوگوں کو بھی اس معاملہ میں دیر نہیں کرنی چاہیے اور اس قیمتی موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے کیونکہ ہمارے لیے رسول اکرم ﷺ نے بہترین ترکہ اور نمونہ چھوڑا ہے۔ اس معاملے میں اللہ تعالیٰ اپنی سچی کتاب میں فرماتے ہیں کہ ہم کیسے اپنے دین کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! یقیناً میری زمین وسیع ہے۔ پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ''۔ (العنکبوت۔۵۶)

ایک اور مقام پر اللہ رب العزت فرماتے ہیں ''جو لوگ اپنے نفس پر ظلم

کر رہے تھے۔ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔فرشتوں نے کہا کہ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے۔اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے''۔(النساء۔۹۷،۹۸)

اے امت محمد ﷺ! جنگیں، مصائب و مشکلات اور راہِ حق میں آزمائشیں اپنے ساتھ (ہمارے لیے) تحفے لاتی ہیں اور دانا ایسے مواقع ضائع نہیں ہونے دیتے بلکہ ان سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔پس تمہارے پاس ایک بہترین موقع ہے کہ تم اپنے ساتھ ہونے والے ظلم اور ناانصافیوں (جو کہ کئی دہائیوں سے اندرونی و بیرونی طرف سے جاری ہیں) کے خلاف مزاحمت کرو اور طاقت کے ذریعے اپنے حقوق حاصل کرو۔وہ لوگ جو تمہیں اپنا حق حاصل کرنے کیلئے انتخابات کا راستہ اختیار کرنے کے لیے مغرب کی مثال دیتے ہیں، وہ تمہیں دھوکہ میں رکھتے ہیں اور تم سے جھوٹ بولتے ہیں۔تمہیں اس راستے پہ چلانے والے یا تو کفار اور ان ایجنٹوں کے خوف میں مبتلا ہیں یا وہ دولت اور اعلیٰ مقام کے حصول کے لیے ایسا کرتے ہیں۔یہ لوگ تمہیں جس مغرب کی جمہوریت کی مثالیں دیتے ہیں اس مغرب نے اپنے حقوق ہتھیاروں اور انقلاب کی طاقت سے حاصل کیے تھے۔جیسا کہ امریکہ پر قبضے کے لیے لڑی جانے والی سات سالہ طویل جنگ میں فرانس اور برطانیہ نے اخراجات کے لیے اپنی عوام پر بھاری ٹیکس لگائے۔جس نے ان دو ممالک کو بھی اقتصادی بحران کا شکار کیا ہے۔فرانس کا بادشاہ لوئس کہتا تھا ''میں ریاست ہوں اور ریاست مجھ میں ہے''۔(یہی چیز مسلم ممالک کے حکمرانوں پر ثبت ہوتی ہے)۔رعایا پر دباؤ اور ناانصافیوں نے انقلاب فرانس کو ہوا دی ،فرانسیسی لوگوں نے اس ظلم کے خلاف بہترین راستہ چنا، وہ بادشاہ کے باغی ہو گئے جو اُن کے خون اور دولت کو چوس رہا تھا۔انھوں نے لوئس کو اقتدار سے اٹھا باہر پھینکا اور اس کا سر' گلوٹین (سر قلم کرنے کی مشین) میں دے دیا۔

بالکل اسی طرح کے اقتصادی بحران کی وجہ سے امریکہ کے لوگ برطانیہ سے اپنے حقوق حاصل کرنے کیلئے باغی ہو گے تھے اور انہوں نے ایسا کرنے کے لیے ایسا کوئی جمہوری طریقہ اختیار نہیں کیا، جیسا آج افغانستان، عراق اور دوسری جگہوں پر ہمیں دھوکہ دینے کے لیے انتخابات کا ڈرامہ رچایا جا رہا ہے، بلکہ انھوں نے اپنے حقوق خون بہا کر اور ہتھیار اُٹھا کر حاصل کیے۔ہمارے ممالک جو کہ جابروں کے تسلط میں ہیں اِن میں رائے شماری کی کوئی گنجائش نہیں۔یہ صرف فریب میں مبتلا کرنے کا ایک طریقہ ہے۔اور اس قابل افسوس امر سے ہمیں آگاہ رہنا چاہیے کہ ہمارے بہت سے علماء اور مبلغ اِس بڑے دھوکے اور فریب کی حمایت کرتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ اسلامی سرزمین میں امیر کا تقرر اور شورائی نظام ہوتا ہے۔تاہم ہمیں یقین ہے کہ مغربی طرز جمہوریت نہ صرف ایک کھلا فریب ہے بلکہ یہ ہمارے دین میں ایک ناقابل قبول ایجاد (بدعت) ہے جو کہ شرک کے زمرے میں آتی ہے۔مسلمان کبھی یہ گوارا نہیں کریں گے کہ ان پر اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور نظام مسلط کیا جائے۔اور نہ ہی انسان کے اپنے بنائے ہوئے قوانین ان کے لیے قابل قبول ہو سکتے ہیں۔باہر سے حملہ آور، جارحیت پسندوں اور مرتد حکمرانوں کے خلاف، اللہ کی راہ میں اس وقت تک لڑنا جب تک اللہ کا کلمہ غالب نہ آ جائے، ہمارے دین کا ورثہ ہے۔

آخر میں، میں اپنے فلسطینی بھائیوں سے کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تمھارے صبر کا بہترین اجر دے اور اللہ تمھاری شہادتوں کو قبول فرمائے، تمہارے زخموں پر مرہم رکھے اور میری دعا ہے کہ اللہ متاثرہ خاندانوں کو صبر دے اور بہترین صلہ عطا فرمائے (آمین)

میرے فلسطینی بھائیو! آپ لوگ بری طرح متاثر ہوئے ہیں جیسا کہ آپ کے آباؤ اجداد پچھلے نوسو سالوں سے متاثر ہو رہے ہیں۔ہماری اور پورے دنیا کے مسلمانوں کی ہمدردیاں تمھارے ساتھ ہیں۔جو کچھ آپ کے ساتھ ہو رہا ہے ایسے ہی مصائب کا ہمیں بھی سامنا ہے۔لیکن آپ کی طرح مجاہدین کے بھی حوصلے بہت بلند ہیں۔مجاہدین کو بھی اسی طرح کی فضائی بمباری کا سامنا ہے اور آپ ہی کی طرح انھوں نے بھی اپنے پیاروں، اپنے عزیزوں کو کھویا ہے۔تمام تعریفیں اللہ کی ہیں اور بے شک ہم اُسی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

> مسلمان کبھی یہ گوارا نہیں کریں گے کہ ان پر اللہ کے دین کے علاوہ کوئی اور نظام مسلط کیا جائے۔اور نہ ہی انسان کے اپنے بنائے ہوئے قوانین ان کے لیے قابل قبول ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس سال آپ آفتابِ فتح کے نمودار ہونے اور صہیونی طاقتوں کے زوال کی خوشخبریاں سنیں گے اور ان شاء اللہ اس کے علاوہ مزید بھی بہت کچھ۔ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے ان شاء اللہ۔صہیونی طاقتوں کے خلاف جہاد میں ہماری منزل مشترک ہے۔پس ہم اس وقت تک لڑیں گے جب تک غلبہ نہیں پا لیتے یا پھر اللہ کی راہ میں شہادت ہمارے ہم نشیں نہیں ہو جاتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے ایمان والو! تم ثابت قدم رہو، باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ، جہاد کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ''۔ (آل عمران۔۲۰۰)

آخر میں، میں پھر کہوں گا کہ تمام ترحمد و ثنا اللہ رب العالمین ہی کو سزاوار ہے۔اور اس کی رحمتیں، سلامتی اور جود و کرم ہو، رسول صادق ﷺ پر اور آپ ﷺ کی آل پر اور آپ ﷺ کے ساتھیوں پر اور پیروکاروں پر۔(آمین)

●___●

قضیہ فلسطین: امتِ مسلمہ اور یہود ونصاریٰ کے مابین عداوت کی اہم وجہ

عبدالهادی

مسجدِ اقصیٰ اور ارضِ فلسطین کی غیر معمولی اہمیت اسلام کے اولین زمانہ سے ہی واضح حقیقت ہے۔اقصیٰ، بنی اسرائیل میں مبعوث سبھی انبیاء ورسل کا قبلہ ہے۔ بیت اللہ کے قبلہ بن جانے سے پہلے آپ ﷺ بھی اپنا روئے مبارک اسی کی طرف کر کے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔فلسطین سے اہل اسلام کے تعلق کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ارض مبارک میں واقعہ اسراء ومعراج پیش آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کی امامت میں تمام انبیاء ورسل نے نماز ادا کی، آپ ﷺ کو آسمان کی بلندیوں کی طرف سفر کرایا گیا اور اللہ رب العالمین سے آپ ﷺ ہم کلام ہوئے اور پانچ نمازوں کا تحفہ لے کر واپس لوٹے۔اسی سرزمین پاک کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے ﷺ کو ایک رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، کہ جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تاکہ اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بیشک وہ سننے اور جاننے والا ہے''(بنی اسرائیل:۱)

جس کی فضیلت اور تقدس کا بیان رسول اللہ ﷺ کے مسند احمد میں مذکور طویل فرمان کے ایک حصے میں ملتا ہے:''میرے پاس براق لایا گیا، جو کہ سفید دراز جانور تھا، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا۔وہ اپنا سم اپنی نگاہ کی حد کے پاس جا کے دھرتا ہے۔میں اس پر سوار ہوا اور وہ مجھے لے چلا، یہاں تک کہ میں ''بیت المقدس'' پہنچا''۔(او کما قال علیه الصلوٰة والسلام)

ایک دوسری حدیث ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا''عنقریب وقت آئے گا کہ آدمی کے پاس گھوڑے کی رسی جتنی زمین ہونا کہ جس سے اس کی نظر بیت المقدس تک جا سکے اس کے لیے پوری دنیا سے افضل ہوگا یا پھر یہ کہا کہ اس کے لیے دنیا ومافیہا سے افضل ہوگا''۔(السلسلة الصحيحة، ج۶، ص ۹۴۶)

رسول کریم ﷺ کی باندی میمونہ بنت سعدؓ سے روایت ہے کہ ''میں نے دریافت کیا: اے نبی ﷺ! ہمیں بیت المقدس سے متعلق آگاہ کیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ارض محشر اور ارض منشر ہے''۔(الترغيب والترهيب ،فضائل الشام ودمشق ، حديث ٤)

یہ امر کس سے مخفی ہے کہ ارض مقدس پر ہونے والی حالیہ جارحیت پہلی بار نہیں بلکہ گزشتہ ۶۰ سال سے مسلسل جاری ہے۔نبیوں کی سرزمین فلسطین پر ہونے والی اس ظلم کی منصوبہ بندی ۶۰ سال قبل نہیں بلکہ اس وقت سے ہے کہ جب رسول صادق ﷺ کے حکم پر یہودیوں کو ان کی مکروہ اور غلیظ سازشوں کی وجہ سے خیبر سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔تاریخ شاہد ہے بندروں کی اولاد صدیوں سے اس تگ ودو میں ہے کہ کس طرح امت محمد ﷺ سے بدلہ لے اور دوبارہ اپنے غلیظ جسموں سے ارض مقدس کو ناپاک کرے۔یہ حقیقت ہے کہ نیل تا فرات اپنی حکمرانی کے خواب کو سچ کرنے کے لیے پوری دنیا کے یہودی دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔اور اس کے لیے فلسطین کو مرکزی اہمیت دیتے ہوئے پوری دنیا میں جال بچھائے جارہے ہیں۔ The Thorne of Anti-Christ میں صہیونی مصنف Alexabnder Bittleman لکھتا ہے کہ ''کئی صدیوں سے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سیاسی صہیونیوں کا یروشلم کو واحد عالمی حکومت کا دارالحکومت بنانا طے شدہ ہے'' نیل تا فرات اپنی حکمرانی کے لیے یہودی دنیا بھر سے ایک ایک یہودی کو وہاں بسانے میں لگے ہیں، گریٹر اسرائیل کا نقشہ لیے ہیکل سلیمانی کی تعمیر جاری ہے۔

اگست ۱۸۹۷ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں پہلی صہیونی کانگریس میں دنیا بھر سے ۲۰۴ یہودی مندوب شریک ہوئے۔اس کانگریس کا مقصد یہودیوں کے لیے فلسطین میں ایک وطن قائم کرنا تھا۔اس کام کے لیے مندرجہ ذیل لائحہ عمل طے کیا گیا

(۱) فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری

(۲) اس مقصد کے لیے عالمی صہیونی تحریک کو مجموعی طور پر مختلف ممالک کے قوانین کے مدِنظر رکھتے ہوئے مقامی اور بین الاقوامی حیثیت میں ازسرنو منظم کرنا

(۳) یہودیوں میں نسلی تفاخر کے جذبات پیدا کرنا

(۴) اس پروگرام کے لیے مختلف ملکوں کی تائید وتعاون کا حصول

صہیونوں کا سرغنہ 'تھیوڈور ہرزل' اپنی ۳ ستمبر ۱۸۹۷ء کی ڈائری میں لکھتا ہے کہ ''میں نے باسل میں یہودی ریاست کی بنیاد رکھ دی''۔

چنانچہ اپنے قبیح منصوبہ کی تکمیل کے لیے یہودیوں نے طے کردہ لائحہ عمل کے مطابق دنیا کے طول وعرض میں مہمات کی صورت سازشیں شروع کردیں۔۱۹۰۳ء کی صہیونی کانگریس میں یہودی میکس نورڈاؤ max nordau نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ''مجھے کہنے دو کہ میں تمہیں ایک ایسا زینہ دکھا رہا ہوں کہ جس کے پائے اوپر کی طرف جا رہے ہیں۔صہیونی کانگریس، انگلش یوگنڈا اسکیم، آئندہ عالمی جنگ اور انگلینڈ میں امن کانفرنس کے تعاون سے ایک آزاد یہودی ریاست فلسطین میں وجود

میں آئے گی''۔ ۱۹۰۴ء میں تھیوڈور ہرزل کی موت کے بعد شیائم وائز مین Chaim (Wiezmann) نے اس کی جگہ لی تو اس نے ''سیاسی صہیونیت'' کی بجائے ''عملی صہیونیت'' کی پالیسی شروع کی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہودی ریاست کے لیے مختلف فرمانرواؤں کے تعاون کے لیے کوششیں تو جاری رکھی جائیں لیکن فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری فی الفور شروع کردی جائے۔ جیسا کہ مئورخ David aor John اپنی کتاب The Secret Rroads میں لکھتا ہے کہ'' یہودی ایلچی نازی جرمنی میں جرمن یہودیوں کو بچانے کے لیے نہیں آئے تھے بلکہ وہ اپنی افزائش نسل کے لیے ان یہودی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی تلاش میں تھے کہ جن کو کسی بھی طرح فلسطین میں لے جایا جا سکے''۔ اسی دور میں صہیونی ایجنسی نے ایک Salvation Commitee قائم کی جو ہنگری میں کام کر رہی تھی۔ اس کمپنی کے سربراہ Dr Rudolf Kastner کے نازی رہنما Eichmann کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ ان دونوں کا آپس میں معاہدہ ہوا کہ Eichmann چند ہزار یہودیوں کو جرمن پولیس کی نگرانی میں فلسطین جانے دے جن کے بدلے میں اسے مقامی آبادی کی فلاح و بہبود کے لیے مالی تعاون فراہم کیا جائے گا۔ فلسطین میں آباد کاری کے ساتھ ساتھ یہودی، جرمنی اور برطانیہ سے سودے بازی میں بھی مصروف تھے۔

۱۱ستمبر کے عظیم معرکہ کے بعد امریکیوں نے یہودیوں کی امداد اور اسرائیل کی ترقی کے لیے باقاعدہ تحریک شروع کی، جس کا سالانہ ہدف ۵۰۰ ملین ڈالر رکھا گیا۔

اسرائیل اور برطانیہ

اپنے ایجنڈا کے مطابق یہودیوں نے برطانیہ سے اپنے تعلقات استوار کئے۔ جنگِ عظیم اوّل سے قبل صہیونی تحریک کا صدر شیائم وائز مین مانچسٹر یونیورسٹی میں کیمسٹری کا پروفیسر تھا۔ اس نے برطانیہ کو مصنوعی 'Acetone' (جو بارود بنانے میں استعمال ہوتا ہے) سے متعلق کیمیائی راز مہیا کر کے برطانیہ سے یہودی ریاست کے قیام کے لیے تعاون کی یقین دہانی حاصل کی۔ یاد رہے کہ برطانیہ کو ان کیمیائی رازوں کی صورت جنگ عظیم میں اپنے اخراجات ۲۵ فیصد کم کرنے اور برتری حاصل کرنے میں مدد ملی۔

یہودیوں کی سودے بازی کے بعد برطانیہ نے ترکی کو تباہ کرنے کے لیے عرب علاقوں میں ریشہ دوانیاں شروع کیں۔ برطانیہ ہی کی مدد سے یہودیوں نے 'انجمن اتحاد و ترقی' قائم کی۔ اور اسی طرح کی دوسری تنظیمیں قائم کر کے ان کے ذریعے ترکوں کو یہ 'سبق' پڑھایا کہ خلافتِ اسلامیہ کی بنیاد 'اسلام' نہیں بلکہ 'ترک قومیت' ہے۔ 'انجمن اتحاد و ترقی' یہودیوں کی پراسرار تنظیم 'فری میسن لاج' کے خطوط پہ قائم کی گئی اور ترکی کا 'انجث اعظم' مصطفیٰ کمال اس کا ممبر تھا۔ جس نے ترکی کا مختارِ کل بننے کے بعد وہاں کی درسگاہوں سے قرآن کی تعلیم کو ختم کیا، عربی کی جگہ رومی رسم الخط جاری کیا، روایتی ترکی لباس کی جگہ، یورپی لباس لازمی قرار دیا اور اسی طرح کی قبیح اصلاحات کے ذریعے ترکی کا شاندار اسلامی ورثے سے رشتہ ختم کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ترکی اس وقت سے لے کر آج کی نام نہاد مسلمان حکومت تک یورپ کی مشترکہ منڈی (European Common Market) میں داخلے کے لیے مرا جا رہا ہے لیکن تا حال برابر دھتکارا جا رہا ہے۔

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ روحِ مشرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

دوسری طرف عرب علاقوں میں آباد عیسائیوں کے ذریعے عربوں کو عرب قومیت کا سبق پڑھایا گیا اور انھیں اس بات پر اکسایا گیا کہ خلافتِ عثمانیہ کے تحت ترکوں کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی جدوجہد کی جائے۔ چنانچہ باقاعدہ منصوبے کے تحت اسی زمانے میں برطانیہ کا تیار کردہ ایڈورڈ ٹامس لارنس (لارنس آف عریبیہ) نمودار ہوا جس نے عربی زبان اور عربوں کی وضع قطع کے ذریعے عربوں کو بے وقوف بنایا۔ عربی قومیت کے ذریعے ترکوں اور عربوں میں نفرت کی خلیج حائل کر دی۔ اسی نفرت کے نتیجہ میں ۹ جون ۱۹۱۶ء کو فلسطین سے سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف بغاوت ہوگئی اور اسی بغاوت کے نتیجہ میں دو سال کے قلیل عرصہ میں سلطنتِ عثمانیہ کو عرب علاقوں سے دست بردار ہونا پڑا۔ یہ پہلی جنگ عظیم کا زمانہ تھا، اتحادی فوج کا ایک فوجی مبصر یہ لکھتا ہے کہ ''چوتھی ترک فوج کو جو ہماری فوج کو تباہ کرنے کی اور ہماری فتح کو روکنے کی صلاحیت رکھتی تھی، خود عربوں ہی نے اسے ناکارہ بنا دیا]''

یہودیوں سے تعاون کے وعدے کو نبھاتے ہوئے برطانیہ کے وزیر خارجہ بالفور نے ایک مشہور یہودی سرمایہ دار روتھ شیلڈ کو خط کی شکل میں اعلانِ بالفور (Balfour Declaretion) جاری کیا۔ جس میں برطانیہ کی طرف سے فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام پر رضامندی کا اظہار کیا۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء کو لوئس مارشل 'امریکی یہودی بنک کہن اینڈ لب کمپنی کے قانونی نمائندے نے ایک دوسرے یہودی لیڈر میکس سینئر کو خط لکھا کہ برٹش لیگ آف جیوز کے میجر لیونل ڈی روتھ شیلڈ نے مجھے بتایا ہے کہ ''اس کی تنظیم اور امریکن جیوئش کمیٹی اس بات پہ متفق ہیں کہ اعلان بالفور بڑی طاقتوں سے قبولیت کی بنا پر انتہائی اعلیٰ درجے کی ڈپلومیسی کا کام ہے۔ صہیونیت تو ایک انتہائی دُور رس منصوبے کا محض ایک ضمنی واقعہ ہے۔ یہ صرف ایک سہل سی کھونٹی ہے جس پر ایک طاقتور ہتھیار لٹکایا جاتا ہے''۔ جنگِ عظیم اوّل میں اتحادیوں نے عرب 'مسلمانوں'' کی مدد سے اپنی فتح حاصل کی اس کے بعد برطانوی جنرل آرایل ایلبی بیت المقدس میں داخل ہوا اور اس نے اعلان کیا ''اے خداوند' اے مقدس مسیح، صلیبی جنگوں کا خاتمہ تمہاری تکریم سے ہوگیا''۔ پہلی جنگ عظیم سے قبل صرف ۲۶۰۰

یہودی فلسطین میں چند مختلف دیہاتوں میں رہ رہے تھے لیکن اس جنگ کے بعد اعلان بالفور کے ساتھ ہی ایک سیلاب کی مانند دنیا کے کونے کونے سے یہودی ارض مقدس کو اپنے غلیظ قدموں سے ناپاک کرنے لگے۔ عملی صہیونیت کے نتیجے میں پہلی اور دوسری جنگ کے درمیانی وقفے میں تیسری، چوتھی اور پانچویں ''عالیہ'' (یہودی وطن گزینی کا پروگرام Aliyah) کے مطابق ۲ لاکھ سے زائد یہودی فلسطین میں آباد کئے گئے۔ پہلی جنگ کے بعد ہی مجلس اقوام (League of Nation) نے برطانیہ کو باقاعدہ ایک حکم دیا کہ اس (برطانیہ) کی ذمہ داری ہے کہ وہ فلسطین کو یہودی وطن بنانے میں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کرے۔ صہیونی تنظیم کو تسلیم کرتے ہوئے اسے نظم و نسق میں شریک کرے۔ فلسطین میں یہودی النسل برطانوی ہائی کمشنر ہربرٹ سیموئیل پہنچا تو اس نے اعلان کیا کہ ''فلسطین میں یہودیوں کی اس وقت تک آبادکاری ہوتی رہے گی جب تک فلسطین کا چپہ چپہ خود یہودی ریاست کے قیام کا مطالبہ نہ کردے۔'' اس مقصد کے لیے ایک طرف تو یہودیوں کو قرضے اور دوسری سہولتیں دی گئیں ساتھ ساتھ عربوں پر بھاری ٹیکس عائد کر دیئے گئے اور ٹیکسوں کے بقایا جات کی مد میں ان کی زمینیں ضبط کرکے یہودی آبادکاروں کو مفت یا برائے نام قیمت پر الاٹ کر دی گئیں۔ بعض مقامات پر پورے کے پورے عرب دیہات صاف کرکے وہاں یہودی بستیاں بنا دی گئیں۔

برطانیہ کی اسی آشیرباد کی بدولت یہودیوں نے اپنے صہیونی جنگی جنون (Milltant Zionism) کے تحت مسلح دہشت گردی شروع کرتے ہوئے کئی باقاعدہ تنظیمیں بنائیں۔ نمایاں ترین تنظیموں میں ہیگانہ (Haganah یعنی دفاع)، ارگون (قومی فوجی تنظیم) اور سرن (اسرائیل کے 'مجاہدین آزادی') شامل ہیں انگریز اور یہودی ذرائع ابلاغ نے عرب مزاحمت کی تحریک کے رہنماؤں کی گرفتاریاں شروع کر دیں اور بہت سے رہنماؤں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ مسلم اوقاف اور عدالتوں کے نظام کو ختم کر دیا گیا۔ دو سال کے قلیل عرصے میں ۲۰۰ عرب شہید اور اس کہیں زیادہ تعداد میں مجروح کیے گئے۔ ۵۰ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا۔ ۱۸۰ عرب علماء کو پھانسی دی گئی۔ برطانوی حکومت کے ہی تعاون سے ۹ اپریل ۱۹۴۸ کو یہودیوں کی ایک تنظیم Irgun نے فلسطین کی ایک بستی ''دیریاسین'' پر وحشیانہ تشدد کرکے ۲۵۰ سے زائد بچوں، بوڑھوں اور خواتین اسلام کو بر ہنہ کیا۔ اور لاؤڈ سپیکروں پہ اعلانات کئے گئے کہ ''فلسطین سے نکل جاؤ اور دیریاسین کو یاد رکھو۔ اور اس واقعہ کے ڈیڑھ ماہ بعد ۲۵ مئی ۱۹۴۸ء کو اسرائیل کا وجود باطل قائم کر دیا گیا۔

اسرائیل اور امریکہ

امریکہ میں شروع دن سے پروٹسٹنٹ فرقے کی حکمرانی ہے۔ جن کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور مملکتِ اسرائیل یعنی فلسطین میں ہوگا۔ اور یہودیوں کا فلسطین میں موجود ہونا، نزول مسیح کا پیش خیمہ ہے اسی عقیدہ کی بنیاد پر چار صدیاں قبل عیسائیوں نے فلسطین میں یہودیوں کی آبادکاری شروع کی۔ عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ ارمجدون (Armejeddon) کی عظیم ترین جنگ چھڑنے والی ہے۔ اور یہ جنگ بت پرستوں اور عیسائیوں کے درمیان ہوگی (یاد رہے عیسائی، مسلمانوں کو بت پرست کہتے ہیں)۔ سہل مجدون فلسطین کے ایک علاقے کا نام ہے۔ عیسائیوں کا کہنا ہے کہ یہ ایٹمی جنگ ہوگی، اس عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری (موجودہ یہود ونصاریٰ، معاذ اللہ) بادلوں سے اوپر چلے جائیں گے۔ اور بت پرست مشرکوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

امریکہ کا سابق صدر گیارہ سے زائد مرتبہ اپنی عوامی تقریروں میں اس عقیدے کا اظہار کر چکا ہے۔ سابق امریکی صدر رچرڈ نکسن (Richard Nixon) جو امریکہ کے فکری لوگوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے اپنی کتاب Victory without War میں لکھتا ہے کہ ۱۹۹۹ء تک پوری دنیا پر امریکہ کی حکومت ہوگی اور اس کے بعد مسیح علیہ السلام تشریف لا کر اقتدار سنبھالیں گے۔ یہ کتاب جن دنوں شائع ہوئی ان دنوں روسی صدر گورباچوف امریکی دورے پر تھا۔ کتاب میں لکھا ہے کہ ''روس

سابق امریکی صدر جمی کارٹر کہتا ہے کہ ریاست ہائے امریکہ کے اسرائیل سے تعلقات کی نوعیت صرف خاص ہی نہیں بلکہ اپنی نوعیت کے منفرد تعلقات ہیں، جن کی جڑیں ہمارے دلوں میں، ہماری اخلاقیات میں اور ہمارے عوام کے اعتقادات میں ہیں

اور امریکہ کو اسلامی بنیاد پرستی کے خلاف متفقہ معاہدہ کرنا چاہیے'' اسی کتاب میں آگے چل کر نکسن لکھتا ہے کہ ''مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان عداوت میں نمایاں کمی آئی ہے۔ اس تبدیلی کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف بنیاد پرستوں کا ٹولہ ہے اور دوسری طرف اسرائیل اور معتدل مسلمان ممالک''۔ کتاب کے اختتام پہ وہ لکھتا ہے کہ ''پچھلی دو صدیوں میں امریکہ کمزور ملک تھا اور اس پوری مدت میں ہماری بقا ہمارے عقیدے کی وجہ سے تھی اور اب اس صدی میں ہمیں اپنی تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے عقیدے میں نئی روح پھونکتے ہوئے پیش قدمی کرنی چاہیے۔

ایک اور امریکی صدر جمی کارٹر کہتا ہے کہ ''ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے اسرائیل سے تعلقات کی نوعیت صرف خاص ہی نہیں بلکہ اپنی نوعیت کے منفرد تعلقات ہیں، جن کی جڑیں ہمارے دلوں میں، ہماری اخلاقیات میں اور ہمارے عوام کے اعتقادات میں ہیں۔ دونوں ممالک کے قیام میں اوائل مہاجرین ہیں اور یہ انعام تورات کی پیشین گوئی کے مصداق ہے''

''البعد الدینی'' کا مصنف لکھتا ہے کہ امریکہ کے ۷ سابق صدور معرکہ ارمجدون پر اعتقاد رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ عرب، یہود تنازعہ کی بنیاد اس جنگ میں ہوئی ہے جو داؤد علیہ السلام اور جالوت (Goliath) کے درمیان ہوئی۔ جالوت سے

مراد عرب اور داؤد علیہ السلام سے مراد یہودی، معاذ اللہ

ایک امریکی بلیک اسٹون اپنی کتاب Jesus is Coming (جس کے دس لاکھ سے زائد نسخے فروخت ہوئے) میں لکھتا ہے کہ "فلسطین میں یہودی مملکت کے قیام کے سلسلہ میں صہیونی تحریک کامیاب ہو یا نہ ہو، تورات کی رو سے صہیونی مملکت کو بننا ہی ہے"۔ اسی بلیک اسٹون نے ۱۹۱۹ء میں ایک یادداشت پر ۴۱۳ اہم امریکی شخصیات (جن میں ارکان اسمبلی، جج، وکیل اور امریکہ میں نفوذ رکھنے والے لوگ شامل تھے) سے دستخط لیے۔ اس یادداشت میں یہودیوں کو ارض مقدس میں بسانے کے لیے امریکی صدر سے اپنا بھرپور اثر ورسوخ استعمال کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔

اپنے عقائد کی روشنی میں امریکہ، اسرائیل کے قیام سے لے کر آج تک ہر طرح سے اس کی پشت پر کھڑا ہے۔ شاید اس کی مختصر تصویر کشی ذیل کے اعداد وشمار سے ہوسکے۔ اختصار کی خاطر امریکہ کی اسرائیل کو دی جانے والی ہر سال کی امداد کی بجائے ہر دس سال بعد کی امداد کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ یاد رہے یہ وہ امداد ہے کہ جو امریکہ کے سالانہ بجٹ میں موجود ہے۔ بجٹ سے ہٹ کر کی جانے والی عام امداد اور خالص عسکری امداد (Military Aid) اس میں شامل نہیں۔

سال	کل امداد
۱۹۴۹ء	۱۰۰ملین ڈالر
۱۹۵۹ء	۳. ۱۵۳ملین ڈالر
۱۹۶۹ء	۳. ۱۶۰ملین ڈالر
۱۹۷۹	۴۹۱۳ملین ڈالر
۱۹۸۹	۶. ۳۰۴۵ملین ڈالر
۱۹۹۹ء	۳۰۱۰ملین ڈالر
۲۰۰۷ء	۲. ۳۵۰۰ملین ڈالر

درج بالا طے شدہ امداد کے علاوہ ۲۰۰۶ کی ایک اسرائیلی نیوز ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق

- امریکہ، اسرائیل کی امداد کو ڈیڑھ ارب ڈالر تک بڑھا دے گا۔
- امریکی کانگریس نے امریکہ اسرائیل مشترکہ دفاعی نظام کی ترقی کے لیے ۵۰۰ ملین ڈالر کی منظوری دی جس کی رو سے اسرائیل کو
- مختصر اور درمیانی فاصلے کے میزائل نظام کے لیے ۲۰ملین ڈالرز
- رائفلوں کی لائٹنگ اور ہدف کو نشانہ بنانے کے لیے ۵. ۳ملین ڈالرز
- ائیر کرافٹ انڈسٹری ہنٹر یوائے کے لیے ۲۶ اور پائینز کے لیے ۱۰ملین ڈالرز
- ۱۳۷ملین آرمڈ وہیکلز اور ٹینکوں کے لیے دیئے جائیں گے

امریکی بحریہ نے ایک اشتہار دیا ہے کہ اسے ایک ایسے بحری بیڑے کی ضرورت ہے کہ جو بیس فٹ بلندی والے ہتھیاروں سے بھرے ہوئے ۳۲۵ کنٹینروں کو یونان کی اسٹاکوس بندرگاہ سے اسرائیل کی اشدود بندرگاہ تک پہنچا سکے۔

۱۱ ستمبر کے عظیم معرکہ کے بعد امریکیوں نے یہودیوں کی امداد اور اسرائیل کی ترقی کے لیے باقاعدہ تحریک شروع کی، جس کا سالانہ ہدف ۵۰۰ملین ڈالر رکھا گیا۔

ملت اسلامیہ کے عظیم مجاہد ڈاکٹر شیخ ایمن الظواہری لکھتے ہیں کہ ۱۹۷۳ء میں عرب اسرائیل جنگ کے دوران امریکہ نے اپنے طیاروں کے ذریعے اسرائیل کو اسلحہ، بارود اور دیگر ہتھیار فراہم کئے۔ امریکہ نے ۱۳ اکتوبر سے ۱۴ نومبر تک، ۳۳ دن اسرائیل کو فضائی امداد فراہم کی۔ اس دوران امریکہ نے اپنی کل فضائی قوت کا ۲۴ فی صد روزانہ استعمال کیا۔ تقریباً ۲۲ ہزار چار سو ستانوے ٹن اسلحہ، گولہ بارود اور ہتھیار دیئے گئے۔ اس کے علاوہ ۳۳ فیصد اسلحہ سمندر کے راستے سے بھیجا گیا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلحہ کی فراہمی ۱۳ اکتوبر سے شروع کی گئی جب کہ جنگ ۱۴ اکتوبر سے شروع ہوئی۔ چنانچہ اسرائیل نے حملے کو پسپا کرنے کی پہلے سے تیاری کر لی تھی۔ ۲۶ مارچ ۱۹۷۹ء کو مصر اور اسرائیل کے درمیان امن معاہدہ ہوا۔ اسی روز امریکہ اور اسرائیل کے درمیان ایک معاہدہ ہوا کہ اگر مصر نے اسرائیل کے ساتھ ہونے والے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو اسرائیل کی حفاظت کی ذمہ داری امریکہ پر ہوگی۔ اسی معاہدے کے بعد امریکہ نے ایک نئی دستاویز پر دستخط کئے جس کی رو سے اقوام متحدہ میں اسرائیل کے خلاف پیش ہونے والی ہر قرارداد کو امریکہ ویٹو کر دے گا۔

یہودی اپنی منصوبہ بندی پر عمل کرتے ہوئے دنیا کی اکثر طاقتوں سے اپنے لیے تعاون کی شکلیں استوار کر رہے تھے مغرب کو اپنے عزائم کے لیے مسلسل استعمال کر رہے تھے اور مسلم ممالک کے حکمران ٹھیک اسی وقت میں اللہ پہ توکل چھوڑ کر اسی مغرب سے پینگیں بڑھا رہے تھے۔

یہاں یہودیوں کی پشت پناہی اور صہیونی تحریک کے لیے برطانیہ اور امریکہ کے قبیح کردار کو اختصار سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اگرچہ اعداد وشمار تو اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ لیکن تاریخ چیخ چیخ کر امت مسلمہ کو اس طرف بھی متوجہ کرتی ہے کہ شاید ارض مقدس کی یہ حالت کبھی نہ ہوتی اگر غیروں کی صفوں میں اپنے مورچہ زن نہ ہوتے۔ یہ امت رونا روئے بھی تو کس بات کا کہ صہیونیوں کی عملی تدابیر میں حقیقت کا رنگ بھرنے میں نام نہاد اپنے بھی برابر کے شریک ہیں۔

اسرائیل کا قیام اور عرب ممالک کا کردار

ارض فلسطین پر یہودیوں کا قبضہ ہونے کے باوجود وہ یہ بات کبھی نہیں بھولے کہ انہیں پوری دنیا پر قبضہ کرنا ہے اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب مسلمانوں کے باقی دو مقامات مقدس مکہ اور مدینہ کی سرزمین پہ قابض نہیں ہوجاتے۔ بنوقریظہ، بنونضیر اور بنوقینقاع کی اولاد کی بات کبھی فراموش نہیں کر سکتے کہ وہ رسول مہربان ﷺ کے دور میں مدینہ سے دھتکارے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مکہ و مدینہ کی سرزمین

ہسپانیہ اقصیٰ سے بھی پہلے کفار کے گھیرے میں آ چکی تھی۔اس سلسلے میں سولہویں صدی کے آغاز ہی سے برطانوی استعمار نے اپنی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ جزیرۃ العرب میں مقاماتِ مقدسہ کی موجودگی اور اس حوالے سے عالمِ اسلام کی حساسیت کے پیشِ نظر وہ براہ راست قبضے سے گھبراتا تھا لہٰذا انیسویں صدی کے آغاز میں اس نے اپنے آلہ کار شریف حسین کو عثمانی ترکوں کے خلاف لا کھڑا کیا۔لندن میں وزارت جنگ کی رپورٹ میں کرنل ہوگریتھ کہتا ہے کہ شریف حسین پر جوش طریقے سے رضامند ہوتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ تمام عرب ممالک میں یہودیوں کو خوش آمدید کہے گا۔۱۹۱۸ء میں شریف حسین کے بیٹے شہزادہ فیصل نے اپنے استاد مشہور برطانوی انٹیلی جنس افسر لارنس کے ذریعے صہیونی تحریک کے سربراہ شیام وائز مین سے ورسلز کانفرنس سے پہلے ملاقات کی۔ملاقات کے بعد دونوں نے ایک معاہدہ پر دستخط کئے جس میں اس بات کا اقرار کیا گیا کہ ''حجاز میں عرب بادشاہت کی نمائندگی کرنے والے شہزادہ فیصل اور صہیونی تحریک کی نمائندگی کرنے والے ڈاکٹر وائز مین دونوں محسوس کرتے ہیں کہ عربوں اور یہودیوں کے مابین قربت ہونی چاہیے''۔

سعودی شاہ عبد العزیز اپنے باپ اور اپنے خاندان سمیت کویت میں پناہ گزین تھا۔۱۸۹۸ء میں عبد العزیز کی عمر بیس سال تھی جب اس کی برطانوی حکومت کے مندوب سے ملاقات ہوئی۔اس کی ''صلاحیتیں'' دیکھ کر برطانوی حکومت نے اسے اپنا آلہ کار بنانے کا فیصلہ کر لیا۔اور اس کے ساتھ عسکری تعاون کا وعدہ کیا۔۱۹۰۲ء میں متعدد حملوں کے بعد اس نے پہلے ریاض اور پھر پورے نجد پر قبضہ کر لیا۔برطانوی حکومت نے نجد وحجاز پر اس کا قبضہ اور حکومت تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا۔نجد وحجاز کے ساتھ یمن کے کچھ علاقے ملا کر ۱۹۳۲ء میں ''المملكة العربية السعودية'' کی بنیاد پڑی۔ برطانوی حکومت نے سعودی بادشاہت اس شرط پر تسلیم کر لی کہ سعودی عرب کی سیاستِ خارجہ انگریزوں کے تابع رہے گی۔عبدالعزیز نے دیکھا کہ عرب میں ''اخوان من طاع اللہ'' کے مخلصین کی بہت مقبولیت ہے اس نے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے ان کو کہا کہ وہ ملک میں شریعت قائم کرے گا اور ان مخلصین نے اس کی چکنی چپڑی باتوں کا یقین کر لیا۔اپنی نام نہاد اسلامی شریعت کے قیام کے بعد عبدالعزیز نے معرکہ السبیلہ میں انگریزی فوج کی مدد سے وحشیانہ بمباری کر کے ''اخوان من طاع اللہ'' کو کچل دیا اور یوں اس دن سے مکہ و مدینہ، انگریزوں کے مخفی قبضہ میں آ گئے۔۱۹۳۶ء میں الشیخ عزالدین القسام رحمہ اللہ کی قیادت میں یہودی آبادکاروں کے خلاف ''الثورۃ الکبریٰ'' برپا ہوا۔برطانیہ اس بغاوت کو کچلنے میں ناکام رہا۔تب اس وقت کے سعودی وزیر خارجہ فیصل بن عبدالعزیز (جو بعد میں شاہ فیصل کے نام سے معروف ہوا) نے فلسطین جا کر بغاوت ختم کرنے کا اعلان کیا اور فلسطینی عوام کو یقین دہانی کرائی کہ ہماری دوست سلطنت برطانیہ جلد اس مسئلے کا حل نکالے گی۔

۱۹۴۵ء کی جنگِ عظیم دوئم کے بعد برطانیہ کی جگہ امریکہ نے سنبھال لی۔امریکی بحری جہاز پر روزویلٹ اور عبد العزیز کی ملاقات ہوئی۔وفاداری کے نئے معاہدے ہوئے۔اس عرصہ میں برطانوی حکومت کی ہدایت پر عبدالعزیز نے فلسطین کی طرف یہود کی نقل مکانی سے آنکھیں بند کئے رکھیں۔۱۹۴۸ء میں فلسطین کے خاصے بڑے حصہ پر (جس میں القدس کا نصف مغربی حصہ بھی تھا) ریاستِ اسرائیل قائم ہوگئی۔۱۹۶۷ء میں اسرائیل القدس کے مشرقی حصہ (المسجد الاقصیٰ، قبۃ الصخرۃ، غربی کنارہ اور شام، مصر، اردن کے سرحدی علاقوں) پر قابض ہو گیا۔

۱۹۹۰ء میں سعودی علماء کے سرکاری فتاویٰ، یہودیوں سے صلح کے بارے میں شائع ہوئے۔بالخصوص مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز نے صدام کے مقابلے کیلئے بلادِ حرمین میں صلیبی افواج کے داخلے کے جواز کا فتویٰ دیا۔۱۹۹۰ء کے اوائل میں امریکی اور اتحادی فوجیں ایک ملین کی تعداد میں کویت پر عراقی قبضہ چھڑانے کے بہانے سے جزیرۂ عرب (نجد وحجاز، سواحلِ یمن، عمان، کویت، امارات اور قطر) کے اندر جا اتریں۔ جب کہ رسول صادق ﷺ کا واضح فرمان ہے 'اخرجوا المشركين من جزيرة العرب'۔اور یوں سعودی حکمرانوں اور جزیرۂ عرب کے دیگر حکمرانوں کے تعاون سے جزیرۂ عرب سمیت تینوں مقدس مقامات بالآخر صلیبی وصہیونی قبضے میں آ گئے۔بنوقریظہ، بنونضیر کی اولاد صلیبی صہیونی فوج جب خیبر میں داخل ہوئی تو اس کے فوجیوں نے اس بات پہ باقاعدہ جشن منایا کہ وہ ۱۴۳۰ سال بعد دوبارہ خیبر میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے۔اس کے بعد ولی عہد عبداللہ بن عبدالعزیز کی طرف سے اسرائیل کو ۱۹۶۷ء سے پہلے کی پوزیشن پر واپس چلے جانے کی شرط پر تسلیم کرنے کی پیش کش کی گئی۔لیکن اسرائیل نے اس پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔اسرائیل کا صدر شمعون اٹلی میں پریس کانفرنس کے دوران انکشاف کرتا ہے کہ وہ غزہ میں محدود بمباری کا ارادہ رکھتا تھا مگر چند عرب حکمرانوں نے اس کا حوصلہ بڑھایا کہ حماس کو ختم کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں ملے گا لہٰذا جس قدر ہو سکے انہیں تہ تیغ کر دو۔

جزیرۂ عرب کی طرح مصر، اردن اور شام کے حکمران بھی اپنے صلیبی صہیونی آقاؤں کی سجدہ ریزی کا حق ادا کرنے میں کسی سے پیچھے نہیں۔۱۹۷۳ء میں فلسطین کے مسئلے پر ہونے والی چھٹی جنگ کے آغاز فتح کے آثار انتہائی نمایاں تھے اس وقت مصر کے صدر انور سادات نے اپنے آقا امریکہ کو تار بھیجا کہ وہ جنگ کو پھیلانا اور کارروائیوں میں اضافہ نہیں کرنا چاہتا، اس کی طرف سے گرین سگنل کے بعد اسرائیل اور امریکہ نے مصر اور شام پر بمباری کی، مصری فوج کے ہراول دستے کو کچل دیا اور بقیہ فوج کو اپنے حصار میں لے لیا۔انور سادات نے امریکہ کی خوشنودی کے لیے امت کے سینکڑوں مجاہد بیٹوں کو معلومات کے حصول کے لیے تشدد کے ذریعے شہید کیا۔عرصہ دراز سے مصری سٹیٹ سیکورٹی انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کوارٹر میں امریکہ اور اسرائیل کا انٹیلی جنس بیورو کام کر رہا ہے۔یہ بیورو روزانہ حراست میں لئے گئے افراد کا ریکارڈ رکھتا ہے۔قاہرہ کے جنوب میں وادی قنا اور راس بناس میں امریکی اڈے اب کس سے پوشیدہ ہیں؟ ۱۹۹۹ء سے امریکہ مسلسل مصر کے ساتھ جنگی مشقیں کر رہا ہے۔

ان مشقوں کو ''برائٹ سٹار'' کا نام دیا جاتا ہے۔۹۹ میں ہونے والی مشقوں میں مصر سمیت ۹ ملکوں نے حصّہ لیا۔مشقوں میں ۷۳ ہزار سپاہیوں ،۲۱۰ لڑاکا طیاروں ،۵۵ جنگی بحری جہازوں نے حصّہ لیا۔فرانسیسی فوج کا کمانڈر جنرل ہاروی کہتا ہے کہ ''یہ مشقیں دنیا میں بڑی اوراہم کثیرالقومی مشقیں تھیں،ان مشقوں کے پیچھے مصراورامریکہ کی یہ سوچ کارفرماتھی کہ اگرمصر پرکبھی بنیاد پرستوں کا قبضہ ہوگیا توان سے قبضہ واگزار کرانے کے لیےاسی طرح کاایکشن کیا جائے گا''۔۱۹۹۶ء میں شرم الشیخ کانفرنس ہوئی جس میں عرب ممالک کے سربراہوں اوران کے نمائندوں نے شرکت کی اوراپنے آقاؤں کو یقین دہانی کروائی کہ ہم میں سے کوئی اسرائیل پرحملہ نہیں کرے گا۔اس وقت مصر،اسرائیل کوگیس کی فراہمی کا سب سے بڑاذریعہ ہے۔ابھی حال ہی میں مصر نےفلسطینی مجاہدین کواسلحہ کی فراہمی کےاہم راستے رفاہ کراسنگ کو بند کر دیا ہے۔

۸۰ء کی دہائی میں لبنان کی سرکاری انٹیلی جنس کا کمانڈر،مجاہدین کے اہم ٹھکانوں کی معلومات موساد اور CIA تک پہنچاتا تھا۔اردن کی سرکاری انٹیلی جنس بھی اس کام میں کبھی پیچھے نہیں رہی۔خود فلسطین کے اندر یاسر عرفات کے مکروہ کردار سے کون واقف نہیں۔پی ایل او اورالفتح کی قومیت پرستانہ خواہشات کسی سے کیونکرمخفی ہوں گی۔

طالبان کے دور میں امارت اسلامیہ افغانستان میں آئے ہوئے حماس کے ایک مجاہد کمانڈر نے عرب مجاہدین کے سامنے فلسطین کی تحریک جہاد کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا حماس کی لیڈرشپ کوعسکری بجٹ پر اب نظر ثانی کرہی لینی چاہیے۔اگر حماس کی سیاسی لیڈرشپ،بار بار جنگ بندیوں کا اعلان نہ کرےاورسیاسی نظام کے ساتھ ساتھ عسکری ونگ پر بھی توجہ دے تواس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوں گے،ان شاءاللہ۔اور درحقیقت یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوئی چلی جارہی ہے کہ غلبہ اسلام جمہوری نظام کے ذریعےنہیں بلکہ تلوار کی دھار سے ہوا کرتا ہےاوراس بات کوحماس کی سابق جمہوری حکومت سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔

ارض مقدس کی یہ مختصر روداد امت محمد ﷺ پرلگائے جانے والے غیروں کے زخموں اوراپنوں کے نشتروں کی محض نشاندہی کے لیےنہیں ہے۔بلکہ یہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ خوابِ غفلت میں مبتلا امت مسلمہ اب تو جاگ جائے امت کے بیٹوں کو بیداری کے لیے اورکتنی بہنوں کی چیخیں چاہییں۔تینوں مقدسات کی عظمت کی خاطر، خلافت علی منہاج النبوہ کی خاطر،قرآن کے تقدس کی خاطرمخلص مجاہدین میدانِ جنگ میں ڈٹے ہوئے ہیں۔واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔پس اے امت محمد ﷺ اپنے تابناک ماضی کو سامنے رکھو اوراس قافلے کے ہم سفر بنو،جس کی جستجو خلافت علی منہاج النبوہ ہے،جس کا ٹھکانہ شریعت ہے اورجس کی منزل اپنے رب کی رضا کی صورت جنت ہے۔

اٹھو ورگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی　　　　دوڑو کہ زمانہ چال قیامت کی چل گیا

●__●

بقیہ : رائل پاکستان آرمی

اس وقت لاکھوں لوگ اپنی ہی فوج کے ہاتھوں اپنے گھروں سے باہر نکالے گئے ہیں اورسخت سردی میں کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہوئے ہیں۔ہمارے ہاں ایسےلوگوں کی کمی نہیں ہے جو بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم تین نسلوں سے سپاہیانہ کرداراداکررہے ہیں۔ ''سوسال سے ہے پیشۂ آباءسپہ گری''

یہ کہتے ہوئے وہ بھول جاتے ہیں کہ ان کی دونسلوں نے برطانوی سامراج کی خاطر امت مسلمہ کی مرکزیت کی آخری نشانی خلافت عثمانیہ کے خاتمے میں کرداراداکیا۔یہاں تک کہ سرزمین حجاز پربھی برطانوی سامراج کومسلط کرنے میں پیش پیش رہےاور بیت اللہ پر گولیاں چلانے سےبھی بازنہیں آئے۔پاکستانی فوج کا ہر یونٹ اپنے ڈانڈے رائل انڈین آرمی سے ملاتا ہے،جنگ عظیم اول کے کارناموں کا ذکر کرتا ہے،جنگ عظیم دوم میں جن جن محاذوں پرانھوں نے خدمات سرانجام دی ہیں اور بہادری کے جو تمغےانھیں ملے ہیں،فخریہ انداز میں ان کے ساتھ اپنے آپ کو جوڑتا ہے۔14اگست 1947ء کا دن ان کی تاریخ میں کسی آزادی اورانقلاب کے دن کے بجائے برطانوی سامراج کی وراثت کواپنانے کا دن ہے،بالکل اسی طرح جیسے ایک بیٹا سن رشد کوپہنچنے کے بعد اپنے باپ کے کاروبار کوسنبھال لیتا ہے۔اس دن ہماری فوج رائل انڈین آرمی کی بجائے رائل پاکستان آرمی بن گئی تھی۔ ہماری نیوی رائل پاکستان نیوی اور ہماری ایئرفورس رائل پاکستان ایئرفورس بن گئی۔سامراجی دور کی روایات آج بھی اسی طرح محفوظ ہیں۔ہماری فوج،کرائے کی فوج ہے۔جو پاکستانی قوم اورامت مسلمہ کے مفادات کے بجائے امریکی سامراج کے مفادات کی محافظ ہے۔

امریکہ نے اسلام اورعالم اسلام کے خلاف جو جنگ برپا کررکھی ہےاس کی زد میں فلسطین،عراق اورافغانستان کے بعد اب پاکستان بھی آیا ہے۔قبائلی علاقوں پرمسلسل بمباری کی وجہ سے لاکھوں لوگ اپنا گھربار چھوڑ چکے ہیں۔قبائلی علاقوں میں ان ظالمانہ کاروائیوں کی وجہ سے ردعمل پھیل رہا ہے۔پوری ایجنسی میں اشیائے خوردونوش کی شدید قلت ہے جس سے لاکھوں افراد کے بھوک سے مرنے کا خطرہ ہے۔یکہ غونڈ تحصیل میں ہونے والےفوجی آپریشن میں کس کور،ظریف کور،عائشہ کورسمیت درجنوں علاقے گولہ باری کی زد میں ہیں،عام آبادی پر مارٹر گولے برسائے گئے،بھاری توپخانے کااستعمال کیا گیااورہیلی کاپٹرز سےشیلنگ کی گئی۔اسکولوں اور طالب علموں کونشانہ بنایا گیا،راستے میں کھڑےلوگوں اوردریاپارکرنے والوں پربھی شیلنگ کی جاتی ہے۔امریکی ڈرون طیارےقبائلی علاقوں سے بڑھ کراب شہری علاقوں پرحملہ آور ہیں اور بنوں میں ایک گھر کونشانہ بنایا گیا ہے۔ادھرسوات میں گن شپ ہیلی کاپٹرزاور بھاری توپوں کااستعمال ہورہا ہے تحصیل کبل میں کئی ہفتوں سے شدید گولہ باری ہورہی ہے۔۔یہ بات نہایت افسوس ناک ہے کہ جولوگ پاکستان کواسلام کا قلعہ سمجھتے تھےان کوانتہا پسند Extremists،عسکریت پسند Militants اوردہشت گرد Terrorists قرار دیا جارہا ہے۔

●__●

یہ عرب اسرائیل مسئلہ نہیں، بلکہ امتِ مسلمہ اور مللِ کفر کی کشمکش ہے

یوسف علی ہاشمی

سب سے پہلے امت مسلمہ کی توجہ اِس نکتے پر مبذول کروانا ضروری ہے، جو اسرائیل کے قیام سے لے کر اب تک اور اسرائیل کے حالیہ حملے کے دوران خصوصیت سے میڈیا پر زیرِ بحث لایا گیا اور وہ یہ کہ یہ دراصل عرب اسرائیل مسئلہ ہے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ پچھلی ایک صدی کی غلامی نے مسلمانوں کے اذہان کو اس حد تک پراگندہ کر دیا ہے کہ وہ مغرب کے تمام نظریات پر ایمان لانا شروع ہو گئے ہیں۔ انھی میں سے ایک نظریہ جغرافیائی حدود کے تحت جدید قومیت کا نظریہ ہے۔ اسی بنیاد پر مسئلۂ فلسطین کو عرب اسرائیل مسئلہ بنا دیا گیا۔ پس میری یہاں یہی کوشش ہے کہ مسلمانوں کے اذہان سے مغربی نظریات کے خول کو ہٹا پھینکوں۔ آیئے! تاریخ کے آئینے میں اس معاملے کی تنقیح کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل حضرت یوشع بن نونؑ کے دور میں سرزمینِ بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو یہاں اقتدار عطا فرمایا۔ آپؑ کے بعد حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی۔ آپؑ نے بیت المقدس کو اپنا مرکز بنایا اور یہاں اسلام کی عظیم عبادت گاہ تعمیر کروائی جسے ہم مسلمان مسجدِ اقصیٰ کے نام سے جانتے ہیں، جبکہ یہود اس عبادت گاہ کو اپنا ہیکلِ سلیمانی کہتے ہیں۔ آپؑ کی وفات کے بعد بنی اسرائیل نے اپنی سرکشی جاری رکھی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں غرق رہے۔ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر بخت نصر کو ان پر مسلط کر دیا۔ بخت نصر نے انھیں بیت المقدس سے نکال کر غلام بنا لیا اور بابل لے آیا، اور ہیکلِ سلیمانی کو بھی ڈھا دیا۔ تاہم اس کے بعد حضرت دانیالؑ نے ان کے حق میں دعا کی کہ

(۱) یہ دوبارہ بیت المقدس میں جا بسیں
(۲) ہیکلِ سلیمانی دوبارہ تعمیر ہو جائے، اور
(۳) انہیں حضرت سلیمانؑ والی سلطنت مل جائے۔

یہی دعائے دانیالؑ آج کے یہودیوں کا مقصدِ عظمیٰ ہے۔ یہ دعا قبول ہوئی اور اس کے نتیجے میں بنی اسرائیل جن کا نام اس وقت تک یہود پڑ چکا تھا، واپس بیت المقدس میں جا بسے اور ہیکل دوبارہ تعمیر ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ کے نبی ان میں آتے رہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی سرکشی پر اڑے رہے، اپنے نبیوں کی تکذیب کی اور انھیں ناحق قتل کیا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ کے قتل کی سازش کی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے عذاب کے طور پر حضرت عیسیٰؑ کی سازشِ قتل کے پچاس سال بعد رومی بادشاہ کو ان پر مسلط کر دیا۔ اس نے انہیں دوبارہ بیت المقدس سے بے دخل کر دیا، یوں بیت المقدس یہودیوں سے عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔ اس کے بعد سے انیسویں صدی تک عیسائیوں نے یہودیوں کو کہیں چین سے رہنے نہیں دیا۔ بیت المقدس عیسائیوں کے ہاتھوں میں جانے کے قریباً ۵۶۰ سال بعد اللہ تعالیٰ نے حجاز میں رسول اکرم ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو کامل صورت میں آپؐ پر نازل فرمایا اور آپؐ ہی پر دینِ اسلام کی تکمیل فرما دی۔ لہٰذا اسلام کے دورِ آغاز میں اسلام کی عظیم عبادت گاہ یعنی مسجدِ اقصیٰ ہی مسلمانوں کا قبلہ تھا، جو ہجرتِ مدینہ کے بعد تبدیل ہو کر مسجدِ حرام بن گیا۔ اب دنیا کی امامت مسلمانوں کے ہاتھ میں آ گئی۔ بیت المقدس چونکہ انبیاء کی سرزمین تھی، اس لئے بیت المقدس کی وراثت بھی مسلمانوں کو دے دی گئی۔ نبی ﷺ نے معراج کی رات مسجدِ اقصیٰ میں ہی تمام انبیاء کی امامت کی تھی، لہٰذا اس وراثت کو وصول کرنے آپؐ کی رحلت کے بعد حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں خود فلسطین گئے۔ یوں بیت المقدس عیسائیوں سے مسلمانوں نے حاصل کر لیا اور خلافتِ اسلامیہ کا حصہ بن گیا۔

امید ہے کہ یہاں تک تاریخ کے تذکرے سے بیت المقدس اور مسجدِ اقصیٰ کی اہمیت واضح ہو گئی ہو گی۔ اسی تناظر کی وجہ سے عیسائی اور یہودی بیت المقدس (موجودہ فلسطین) پر اپنا حق جتاتے ہیں۔ اس تناظر کو سمجھتے ہوئے بعد کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے دور میں فلسطین خلافت کا حصہ بن چکا تھا اور پھر ۳۵۰ سال تک مسلمانوں کے پاس رہا۔ اس کے بعد عیسائیوں کے پوپ اربن دوم نے پوری عیسائی دنیا میں مذہب کی آگ بھڑکائی اور اس آگ کی حرارت سے صلیبیوں کو

> **مجھے اپنے بھائیوں اور بزرگوں سے بھی شکوہ ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کے تمام حالات دیکھ کر بھی اس سے نظریں چراتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آنسو بہاتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں۔ اپنے بھائیوں اور بہنوں کو سسکتا، بلکتا دیکھ کر بھی ان میں دینی حمیت کیوں جوش نہیں مارتی؟**

مسلمانوں کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ یوں صلیبی جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور عیسائیوں نے فلسطین مسلمانوں سے چھین لیا۔ تاہم اس وقت کے مسلمان جانتے تھے کہ فلسطین ہمارے انبیاء کی سرزمین ہے اور مسجدِ اقصیٰ ہمارا قبلہ اول ہے۔ اس دور کے مسلمانوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ عربوں کا مسئلہ ہے لہٰذا عرب جانیں اور عیسائی جانیں۔ نہیں، بلکہ وہ جانتے تھے کہ یہ پوری امتِ مسلمہ کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا کرد نسل کے ایک سپہ سالار اٹھے اور صلیبیوں کو شکست دیتے ہوئے بیت المقدس اور مسجدِ اقصیٰ کو واپس حاصل کر لیا اور وہاں دوبارہ اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس سپہ سالار کو دنیا سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے نام سے جانتی ہے، اور رہتی دنیا تک مسلمان اور کافر سب ان کے نام

سے واقف رہیں گے، ان شاء اللہ۔ اس کے بعد برابر نوصدیوں تک فلسطین پر اسلام کا جھنڈا لہراتا رہا۔ لیکن بیسویں صدی عیسوی میں صلیبی اور صیہونی پھر اٹھے اور آپس میں صلیبی صیہونی اتحاد قائم کیا، اور امتِ مسلمہ کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ سلطنتِ عثمانیہ کا خاتمہ ہوا، امتِ مسلمہ ٹکڑوں میں بٹ گئی تاہم افسوس کہ مسلمان ان حالات میں بے خبر اور غافل سوتے رہے۔ اس کے بعد برطانیہ کی مدد سے یہودی فلسطین میں داخل ہوگئے، وہاں سے مسلمانوں کو بے دخل کر دیا گیا اور جدید اسرائیل کی ریاست قائم کر دی گئی۔ نہایت افسوسناک امر ہے کہ صلیبی وصیہونی تو جانتے ہیں کہ وہ یہ سب کچھ مذہب کی بنیاد پر کر رہے ہیں، جس کا اظہار وہ کئی بار کر بھی چکے ہیں، لیکن مسلمان ابھی تک یہ سب سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ۶۰ سال سے فلسطین کے مسلمان، یہودیوں کے مظالم اکیلے سہہ رہے ہیں، بیت المقدس پر ان کا قبضہ ہے۔ وہ اپنے مقصدِ عظمیٰ کے حصول میں مشغول ہیں۔ فلسطین میں دوبارہ آبادکاری وہ کر چکے ہیں، ہیکلِ سلیمانی کی تعمیر بھی جاری ہے اور گریٹر اسرائیل کا نقشہ بھی ان کی پارلیمنٹ کے دروازے پر چسپاں ہے۔ اسرائیل کا غزہ پر حالیہ حملہ اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ شریعت تو ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اگر مسلمانوں کی چپہ بھر زمین بھی کفار کے قبضے میں چلی جائے تو اسے واپس حاصل کرنے کے لئے امتِ مسلمہ کے ہر فرد پر جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ ابھی تو ہمارا قبلۂ اول بھی اخبث الکفار یہود کے ہاتھوں میں ہے اور مسلمان اپنی زندگیوں میں مگن اور اس کی آلائشوں میں محو ہیں۔ قران مجید ہمیں پکارتا ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ (النساء: ۷۵)

''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں اور ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو فریاد کر رہے ہیں کہ: اے پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں، اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے''۔

ہم یہ پکار تو سن لیتے ہیں لیکن اپنے گھر میں بیٹھ کر تمنا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ کوئی صلاح الدین ایوبیؒ آ جائے۔ لیکن افسوس! ہم یہ سوچتے ہی نہیں کہ صلاح الدین ایوبیؒ آسمان سے تو نہیں اتریں گے بلکہ ہم میں سے ہی کسی کو صلاح الدین ایوبیؒ بننا ہے۔

مجھے تو امت کی ماؤں سے شکایت ہے کہ ان کی مہد میں وہ بچے ہی نہیں جو صلاح الدین ایوبیؒ بنیں۔ ہر ماں دوسروں کے بچوں میں صلاح الدین ایوبیؒ تلاش کرتی ہے اور اپنے بچوں کو اپنے سینے سے لگا کر رکھتی ہے۔ وہ انہیں تیغ و تفنگ اور دشنہ و خنجر کے کھلونے کیوں نہیں دیتی اور ان میں صلاح الدین ایوبیؒ کے کردار کی جھلک کیوں پیدا نہیں کرتی! پھر بھی یہ تمنا ہے کہ امت کی بقا کی جنگ لڑنے اور مسجدِ اقصیٰ کو صہیونیوں سے چھڑانے کی خاطر کوئی صلاح الدین ایوبیؒ آ جائے۔

مجھے امت کی بہنوں سے بھی گلہ ہے کہ کیا وہ حضرت صفیہؓ کے کردار سے واقف نہیں۔ کیوں وہ اپنے بھائیوں کو مجبور نہیں کرتیں کہ وہ گھروں سے نکلیں، صلیبی اور صیہونی کفار کے خلاف برسرِ پیکار ہوں اور فلسطین سمیت تمام مقبوضہ علاقوں پر دوبارہ اسلام کا جھنڈا گاڑیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو انہیں خنجر کیوں نہیں دکھاتیں!

مجھے اپنے بھائیوں اور بزرگوں سے بھی شکوہ ہے کہ وہ امتِ مسلمہ کے تمام حالات دیکھ کر بھی اس سے نظریں چراتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آنسو بہاتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں۔ اپنے بھائیوں اور بہنوں کو سسکتا، بلکتا دیکھ کر بھی ان میں دینی حمیت کیوں جوش نہیں مارتی؟ وہ اپنے اسلاف کے کردار سے اس قدر بعید ہو گئے ہیں کہ فلسطین کی مائیں اپنے شہید بچوں کو دیکھ کر چیختی، چلاتی، روتی ہیں مگر ان کے اندر کچھ حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ فلسطین کی بہنوں کی ردائیں چھنتی ہیں، عصمتیں لٹتی ہیں اور ان میں کچھ ایمانی حرارت پیدا نہیں ہوتی۔ فلسطین کے نوجوان پتھروں کے ساتھ اکیلے یہودیوں سے لڑتے ہیں اور ان میں غیرت پیدا نہیں ہوتی کہ ان کی مدد کو پہنچیں۔ اس سب کے باوجود وہ مطمئن بیٹھے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو کچھ جواب نہیں دینا؟ کیا رسول اللہ ﷺ کی شفاعت یونہی مل جائے گی؟ کیا جنت اسی طرح ان کا مقدر بن جائے گی؟

پچھلی ایک صدی کی غلامی نے مسلمانوں کے اذہان کو اس حد تک پراگندہ کر دیا ہے کہ وہ مغرب کے تمام نظریات پر ایمان لانا شروع ہو گئے ہیں۔ انھی میں سے ایک نظریہ جغرافیائی حدود کے تحت جدید قومیت کا نظریہ ہے۔

نہ خوئے مسلم ہے کچھ بھی باقی، نہ حسِ ایماں کا کچھ پتہ ہے
ہیں چلتی پھرتی ہوئی یہ لاشیں کہ جن پہ انسان کا گماں ہے
جہاں میں جیسے بھی کوئی تڑپے، انھیں مگر اس سے غرض کیا ہے
رگوں میں ان کے لہو نہیں ہے، اور حد سے اب بڑھ گیا زیاں ہے

خدارا! اب تو مسلمان بیدار ہو جائیں۔ دینی غیرت وحمیت کو جوش میں لائیں اور اپنے اندر ایمانی رمق پیدا کریں۔ جمہوری راستوں، مظاہروں کو ترک کریں اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے پیش کر دیں۔ یہاں تک کہ صلیبی وصیہونی دشمن مسلمان علاقوں سے دفع ہو جائیں، قبلۂ اول مسلمانوں کے پاس دوبارہ آ جائے اور دنیا میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو جائے۔

●—●

صلیبی مراکزفکر اور ذرائع ابلاغ کاافغانستان میں اعتراف شکست

ڈاکٹر ولی محمد

ذرائع ابلاغ اور مراکزِ فکر یعنی Think Tanks مغرب کے وضع کردہ ریاستی نظام کا ایک اہم ستون ہیں اور ابلیس کے سجھائے ہوئے خطوط پر نا صرف اپنے معاشروں بلکہ دیگر اقوام اور تہذیبوں کی ذہن سازی کا بہت موثر ہتھکنڈہ بھی ہیں۔ یہی وہ دوڈوریاں ہیں جن کے ذریعے صیہونی وصلیبی ہدایت کار نام نہاد آزادی اور جمہوریت کے زعم میں مبتلا اقوام کو کٹھ پتلیوں کی طرح اپنے شیطانی مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ وحی کے انکار، خواہشات نفس کی غلامی اور مادر پدر آزادی جیسے بے بنیاد اصولوں پر استوار سرمایہ دارانہ تہذیب کے باسیوں کو ''آزادیوں'' کے چھن جانے کا ڈراوا دے کر انہی دانشوروں نے ''اسلام'' کے بالمقابل لاکھڑا کیا۔ ''بنیاد پرست''، ''شدت پسند''، ''دہشت گرد'' اور ''غیر ریاستی عناصر'' جیسی اصطلاحات ہوں، ''تہذیبوں کی جنگ'' جیسے نظریات ہوں یا ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' جیسی مہم جوئی، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان مراکز اور ذرائع ابلاغ نے ہمیشہ ''اہل مغرب'' کو ان کے ''طرز زندگی'' کے اصل ''دشمن'' کی ناصرف صحیح نشاندہی کی بلکہ پورے عالم کفر اور اس کے زیر تسلط مسلم معاشروں کو بھی، اس ''دشمن'' کے خلاف ایک بھرپور لڑائی لڑنے پر بھی اُبھارا بلکہ ''صلیبی جنگ'' کے آغاز سے لے کر آج تک ہر موڑ پر اپنے ماننے والوں کو نفسیاتی اور فکری کمک پہنچانے کا بھی بھرپور انتظام کیا۔ ان مراکزِ فکر اور ذرائع ابلاغ کی ''اعلیٰ کارکردگی'' کا بیّن ثبوت ''نائن الیون'' کی عظیم شکست کے بعد پھیلائے جانے والے فلسفہ ہائے سازش (Conspiracy Theories) ہیں، جنہوں نے ناصرف شدید خوف کی ماری ہوئی امریکی قوم کو نفسیاتی موت سے وقتی طور پر بچالیا بلکہ دنیا کی نظروں میں امریکی ٹیکنالوجی کے پاش پاش ہوتے بت کو سنبھالا دینے کی بھی حتی الوسع کوشش کی۔

لیکن اِسے نوشتہ تقدیر کہیے، مشیت ایزدی یا طواغیت زمانہ کی بدقسمتی کہ اللہ کی نصرت کے سہارے ڈیزی کٹر بموں کی گھن گرج اور بی باون طیاروں کی چنگھاڑوں کے آگے سینہ سپر ہوجانے والے مٹھی بھر اہل حق کی استقامت نے عصر حاضر کی صلیبی جنگ کا پانسہ بہت جلد پلٹ دیا ہے۔ اور صہیونی وصلیبی لشکر آج شکست کی ذلت ماتھے پر سجائے اپنے بلوں کو واپس پسپائی اختیار کررہے ہیں۔ اس صورتحال نے صلیبی مراکز فکر اور ذرائع ابلاغ کو عجب مخمصے سے دوچار اور دوراہے پر لاکھڑا کیا ہے۔ ''صلیبی جنگ'' میں شکست ایک ایسی حقیقت ہے جسے چھپانا اب ممکن نہیں رہا، لیکن کھلم کھلا اعتراف شکست کرنا بھی ان کے لیے اپنے ہاتھوں اپنی تہذیب کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ ''صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں'' کے مصداق یہ مراکزِ فکر کبھی دبے اور کبھی کھلے لفظوں میں

> واشنگٹن میں قائم ایک غیر کاروباری میڈیا گروپ Accuracy in Media(AIM) نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ ''ایک لمحے کے لیے عراق کو بھول جایئے''، ہم افغانستان میں بھی جنگ ہار رہے ہیں۔ AIM کا کہنا تھا کہ اس اجلاس کی سب سے بڑی خبر یہ ہے کہ نیٹو کی افغانستان میں ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' ناکام ہورہی ہے اور اس کے پاس اس جنگ کو جیتنے کا کوئی منصوبہ بھی نہیں ہے۔

کہیں تو 'طالبان' اور 'القاعدہ' کی پیش قدمی اور اپنی پسپائی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور کہیں افغانستان میں صلیبیوں کے لیے روز بروز 'دگرگوں' ہوتی صورتحال کا رونا رو کر اچھی حکمرانی، غیر فوجی امداد، مذاکرات وغیرہ جیسے گھسے پٹے حل پیش کرتے ہیں۔

شاید یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مراکزِ فکر اور ذرائع ابلاغ جہاں اپنے حواریوں کو مستقبل کی بھیانک (کفار کے لیے) منظرکشی کے ذریعے ڈرا کر اپنے بچے کھچے ہمت وحوصلے اور وسائل ایک آخری اور فیصلہ کن لڑائی میں جھونک دینے کے لیے تیار کر رہے ہیں، وہیں ساتھ ساتھ زندگی کے حریص، ان لوگوں کو قریب آتی شکست کے لیے بھی ذہنی طور پر تیار کیا جارہا ہے، تاکہ کل کو گھروں کو واپس لوٹتے مجروح اور نامراد صلیبی لشکروں کو دیکھ کر یہ اقوام کہیں اجتماعی خودکشی نہ کرلیں۔

اپنے اس مشاہدے کی دلیل میں یہاں ہم گزشتہ چند ماہ میں شائع ہونے والی کچھ رپورٹس کے حوالے پیش کررہے ہیں، لیکن واضح رہے کہ ان رپورٹس کا ذکر صلیبیوں کے اعترافِ شکست کے طور پر کیا جارہا ہے نہ کہ معلومات کے ایک مستند ذریعے کے طور پر کیونکہ اپنی نام نہاد آزادی رائے کے باوجود ان مراکزِ فکر اور ذرائع ابلاغ کو ''پورا سچ'' بولنے کی توفیق نہیں ہوتی اور کہیں نہ کہیں لازماً ڈنڈی مار جاتے ہیں۔

International Council on Security and Development(ICOS) ایک معروف مغربی تھنک ٹینک ہے جس کا صدر دفتر لندن میں ہے جبکہ پیرس، برسلز اور برازیل میں اِس کے ذیلی دفاتر ہیں۔ اس کے علاوہ عراق، افغانستان اور صومالیہ کو یہ ادارہ Conflict Zone کہتا ہے، اور ان تینوں ممالک میں بھی اس کے Permanent Research plateform موجود ہیں۔ جن کے ذریعے یہ مقامی ذرائع سے معلومات اکٹھی کر کے اپنی رپورٹس مرتب کرتا ہے۔ ۸ دسمبر ۲۰۰۸ء کو شائع شدہ ICOS کی ایک رپورٹ نے صلیبیوں کے مقتدر ایوانوں خاص طور پر عسکری حلقوں کو خاصا مضطرب کیا ہے۔ Struggle for Kabul کے نام سے شائع کی گئی اِس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ طالبان مجاہدین، افغانستان کے 72 فیصد علاقے میں مستقل طور پر موجود ہیں۔ جبکہ 2007 میں یہ تناسب 54 فیصد تھا۔ یعنی ایک سال میں طالبان نے افغانستان کے 18 فیصد حصے میں پیش قدمی کی ہے۔ طالبان کی کابل کی طرف پیش قدمی کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق کابل کو آنے والی چار میں سے تین مرکزی شاہراہوں پر طالبان کو برداشت کرنے کے علاوہ امریکہ اور اتحادیوں کے پاس

کوئی چارہ نہیں۔ ICOS کی سربراہ اور رپورٹ کرنے والی ٹیم کی صدر نورائن مکڈونلڈ کا کہنا ہے کہ ''افغانستان میں سیاسی اور عسکری 'ڈائنامک' اب طالبان کے قابو میں ہے''۔ جبکہ ICOS ہی کے پالیسی ڈائریکٹر پال برٹن نے کہا کہ ''طالبان کابل کے اردگرد گھیرا تنگ کر رہے ہیں اور اس بات کا یقینی خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ نیٹو کی ناک کے نیچے وہ افغانستان پر قابض ہو جائیں گے''۔ اس رپورٹ کے مطابق جنوبی افغانستان کے بیشتر اضلاع اور دیہات پر طالبان کی مکمل عملداری اور اس کا تیزی سے پھیلاؤ ظاہر کرتا ہے کہ طالبان کی عسکری، سیاسی اور معاشی حکمت عملی مغرب سے بہتر اور کامیاب ہے۔ وہ پورے اعتماد کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے نہ صرف کابل کے داخلی راستوں پر اپنی گرفت مضبوط کر رہے ہیں، بلکہ دارالحکومت کابل کے اندر بھی بڑی حد تک نفوذ کر چکے ہیں۔ کابل سے نکلنے والی چار شاہراہوں میں سے وردک، بگرام اور جلال آباد کو جانے والی تین شاہراہیں طالبان کے مسلسل حملوں کی زد میں ہیں۔ البتہ پنج شیر کو جانے والی شاہراہ فی الحال قدرے محفوظ سمجھی جاتی ہے۔ اس طرح کابل کے داخلی راستوں کو بند کر کے طالبان کابل کے گرد گھیرا تنگ کر رہے ہیں اور اب قرب و جوار میں اپنے مراکز قائم کر کے کابل کے اندر حملوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ رپورٹ کے اندر نقشوں کے ذریعے تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے کہ کس طرح طالبان افغانستان کے 72 فیصد حصے میں مستقل طور پر موجود ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ علاقہ ان کے قبضے میں ہے۔ جبکہ 21 فیصد علاقہ ایسا ہے جہاں طالبان بڑے پیمانے پر موجود ہیں جبکہ 8 فیصد علاقہ ایسا ہے جہاں طالبان کی جانب سے ہر ماہ کم از کم ایک دفعہ قابض افواج پر حملہ کیا جاتا ہے۔

اپنی ٹیکنالوجی اور عسکری اور معاشی قوت کے زعم میں مبتلا صلیبی اتحاد کے مقابلے میں ان خاک نشینوں کی حیرت انگیز کامیابیوں کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے ICOS کی رپورٹ میں ''ان کی کامیابی کا راز'' کے زیر عنوان، طالبان کی منظم فوجی حکمت عملی، کامیاب جاسوسی نظام، دشمن کو خوفزدہ رکھنے کے طریقوں کے علاوہ اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ طالبان کی اصل کامیابی یہ ہے کہ وہ دلوں اور دماغوں کو فتح کر رہے ہیں جبکہ غاصب افواج اور کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے اقدامات کے سبب لوگ ان سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

نومبر میں امریکی جریدے ''وال سٹریٹ جرنل'' کی شائع کردہ رپورٹ میں جنرل ڈیوڈ میکرنن اور دیگر امریکی فوجی حکام کے حوالے سے کہا گیا کہ طالبان مجاہدین اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں عدالتیں اور دوسرے حکومتی ادارے قائم کر کے امریکی کٹھ پتلی حکومت کو چیلنج کر رہے ہیں۔ ان حکام نے اعتراف کیا کہ بعض صوبوں میں طالبان نے اپنے گورنر (والی) اور میئر بھی مقرر کر دیے ہیں۔ اس طرح ایک ایسی متوازی حکومت وجود میں آ رہی ہے جس پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور اس کی کٹھ پتلی کابل انتظامیہ کا کوئی بس نہیں چلتا۔

اس طرح کا اعتراف امریکی میگزین ''رولنگ سٹون'' میں معروف امریکی مصنف نیر رزون نے اپنے افغانستان کے سفر نامے میں بھی کیا، اس نے لکھا کہ غزنی میں طالبان کی جانب سے مقرر کردہ گورنر کا نہ صرف دیگر انتظامی و حکومتی امور پر مکمل کنٹرول ہے بلکہ پاسپورٹ تک بھی اس کی طرف سے جاری کیے جا رہے ہیں۔ ایک اور مغربی مرکزِ فکر بروکنگز انسٹی ٹیوٹ نے بھی دسمبر میں A Memo to the President کے نام سے جاری کردہ ایک یادداشت نما رپورٹ میں نومنتخب امریکی صدر اوباما کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ طالبان مجاہدین افغانستان میں مضبوط ہو رہے ہیں اور (کفار و مرتدین کے لیے) عدم تحفظ کا ماحول پیدا کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ جبکہ سرحد پار پاکستان میں القاعدہ اپنے محفوظ ٹھکانوں میں جہادی گروپوں کے ایک مضبوط جال کے ساتھ مربوط ہے۔ اس یادداشت میں اوباما پر زور دیا گیا ہے وہ افغانستان اور پاکستان کے بارے میں اپنے ایجنڈے میں مزید وسعت لائے اور نہ صرف افغانستان میں اپنی فوجوں کی تعداد بڑھائے بلکہ اپنے اتحادیوں پر بھی ایسا کرنے کے لیے دباؤ ڈالے اور پاکستان کو غیر فوجی امداد دے کر طالبان کے محفوظ ٹھکانے ختم کرنے اور ان سے پاک افغان بارڈر کو محفوظ بنانے کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے۔ بصورت دیگر افغانستان اور پاکستان میں ناکامی امریکہ اور عالمی برادری کے لیے بہت نقصان دہ اور سنگین ہو گی۔

اسی طرح گزشتہ اپریل میں نیٹو کے سربراہی اجلاس کے بعد، واشنگٹن میں قائم ایک غیر کاروباری میڈیا گروپ Accuracy in Media(AIM) نے اپنی ایک رپورٹ میں لکھا ہے کہ ''ایک لمحے کے لیے عراق کو بھول جائیے''، ہم افغانستان میں بھی جنگ ہار رہے ہیں۔ AIM کا کہنا تھا کہ اس اجلاس کی سب سے بڑی خبر یہ ہے کہ نیٹو کی افغانستان میں ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' ناکام ہو رہی ہے اور اس کے پاس اس جنگ کو جیتنے کا کوئی منصوبہ بھی نہیں ہے۔ نیٹو کے اس سربراہ اجلاس کے اعلامیے کے مطابق افغانستان نیٹو کی ''ترجیح اول'' ہے۔ AIM نے اس پر طنز کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''ترجیح اول'' کا جو مفہوم بعد از اں واضح ہوا ہے اس کے مطابق فرانس سات سو سے ایک ہزار تک جبکہ دیگر ممالک اس سے بھی کم فوجی افغانستان بھجوائیں گے۔

اٹلانٹک کونسل فار یونائیٹڈ سٹیٹس (Atlantic Counsil For United States) بھی امریکہ کا ایک موثر اور معروف تھنک ٹینک ہے۔ اکتوبر ۲۰۰۸ء میں ''کیا ہم افغانستان میں ہار رہے ہیں'' کے عنوان سے جاری کردہ اس مرکزِ فکر کی رپورٹ میں بھی صلیبی جنگ میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی شکست کا مرثیہ لکھا گیا ہے۔ تجزیہ نگار ڈونلڈ ایم سنو رپورٹ میں سوال اٹھاتا ہے کہ آخر امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں کیا کر رہے ہیں؟ اگر ان کا مقصد طالبان مجاہدین کو شکست دینا ہے تو پھر خبریں حوصلہ افزا نہیں ہیں کیونکہ طالبان مجاہدین کا ملک کے بیشتر حصے پر قبضہ پھیلتا جا رہا ہے اور اگر مقصد القاعدہ کا خاتمہ ہے تو بھی خبریں اچھی نہیں ہیں۔ ڈونلڈ نے مضمون کا اختتام ویت نام جنگ کے پس منظر میں لکھے جانے والے ایک گیت کے اس بول پر کیا ہے:

ہم وسیع دلدل کی گہرائی میں غرق ہو گئے
اور احمق مردود ہمیں آگے بڑھنے کا کہتے رہے

●___●

رائل پاکستان آرمی

قاضی حسین احمد

زیرنظر تحریرمیں پاکستان کی فوج کا شجرۂ نسب بیان کیا گیا ھے۔صاحب مضمون کے دیگرنظریات سے قطع نظر'یہ تحریر ایک ایسے فرد کے احساسات ھیں جس نے گذشتہ تیس برس کے دوران کئی اھم معا ملات میں ان اداروں سے تعامل کیا ،اس سبب سے بھی اِن کی رائے اھمیت رکھتی ھے۔

پشاور کے ایک بڑے گراؤنڈ میں فرنٹیر کور رجمنٹ کی سوسالہ تقریب میں صوبہ سرحد سے ممبر سینٹ کی حیثیت سے میں بھی شریک تھا۔ لاؤڈ سپیکر پر فرنٹیر کور رجمنٹ کا تعارف پیش کیا جا رہا تھا اور ان کے کارناموں کے بارے میں شرکاء کو آگاہ کیا جا رہا تھا۔ گراؤنڈ کے اندر پریڈ ہو رہی تھی۔ سب سے آگے مہمند رائفلز کا ایک دستہ انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز کے زمانے کا یونیفارم پہنے ہوئے جا رہا تھا۔ سپاہیوں نے گھٹنے سے نیچے تک لٹکے ہوئے جانگیے پہنے ہوئے تھے اور داڑھیاں ایک قبضے سے بڑھی ہوئی سنت رسول ﷺ کے مطابق تھیں۔ ہاتھوں میں اس زمانے کی جدید ترین رائفل تین سو تین (303) یا تھری ناٹ تھری پکڑے ہوئے تھے۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ دستہ فرنٹیر کور رجمنٹ کا پہلا دستہ تھا۔ ان کے بعد دوسرے دستوں کا تعارف بھی کرایا گیا جنھوں نے اپنے دور میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے تھے۔ پریڈ کے خاتمے پر چائے کی تقریب تھی۔ تقریب میں ان بوڑھے ریٹائرڈ برطانوی افسروں سے بھی ملاقات ہوئی جو خاص طور پر اس تقریب میں شرکت کے لیے برطانیہ سے بلائے گئے تھے اور جنھوں نے اپنی جوانی میں فرنٹیر کور کے مختلف دستوں کی کمان کی تھی۔

میں نے فرنٹیر کور کے ایک سینئر افسر سے پوچھنے کی ''جسارت'' کی کہ یہ مہمند رائفلز جو آپ کی فرنٹیر کور رجمنٹ کا پہلا دستہ تھا اور پہلا دستہ ہونے کی وجہ سے جن کے کارناموں کو آج بھی آپ لوگ یاد کرتے ہیں، کن لوگوں کے خلاف نبرد آزما تھا۔ پاکستانی افسر میرا مدعا سمجھ گیا، اس لیے میرے سوال کا سیدھا جواب دینے کے بجائے گریز کرنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا کہ کیا یہی وہ لوگ نہیں تھے جو آزادی کے عظیم مجاہد اور تحریک اصلاحِ افاغنہ کے بانی عظیم مصلح حاجی صاحب ترنگزئی کے خلاف مہمند کی پہاڑیوں میں انگریزوں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ وہ کھسیانا ہو گیا۔ میں نے پھر اس سے پوچھا کہ کیا ہم حاجی صاحبؒ ترنگزئی کو اپنا ہیرو سمجھیں یا فرنٹیر کور کے اس پہلے دستے مہمند رائفلز کو اپنے لیے مثال بنائیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ ''ہماری تاریخ'' ہے۔

کچھ دن بعد صوبہ سرحد کے گورنر ہاؤس میں میری ملاقات اس وقت کے گورنر ریٹائرڈ میجر جنرل خورشید علی خان سے ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ پاکستانی فوج دورِ برطانیہ کی اپنی روایات کو برقرار رکھنے پر کیوں مصر ہے۔ اس نے بے تکلفی سے بتایا کہ ہمیں تو اپنے فوجی یونٹ کی پوری تاریخ پڑھائی جاتی ہے اور اس میں یہی درج ہوتا ہے کہ ''دشمن'' کا ہم نے کس طرح پیچھا کیا اور ''دشمن'' نے کیا کیا طریقے اختیار کیے اور ہم نے کس طرح ''دشمن'' کے ہتھکنڈوں کا توڑ کیا۔ یہ ''دشمن'' حاجی صاحب ترنگ زئی یا اسی طرح کے دوسرے مجاہد (انگریز/ کفار دشمن) ہی تھے اور ہمارے یونٹ ان کے خلاف نبرد آزما تھے۔ یہ ہماری روایات اور ہماری تاریخ ہے اور پاکستانی فوج ان روایات کی وارث ہے۔

ہمارے مسائل کی جڑ یہی ہے کہ برطانوی راج نے ہندوستان میں جو اینگلو سیکسن (Anglo Saxon) نظام قائم کیا اور جس نظام کے تحت انھوں نے مقامی باشندوں پر حکمرانی کی۔ اس نظام کو قائم رکھتے ہوئے برطانوی سامراج کی وارث انتظامیہ (Establishment) اب تک عوام پر حکمران ہے۔ یہ انتظامیہ نہ صرف برطانیہ اور سامراجی ممالک کی تہذیب وتمدن کی محافظ ہے بلکہ ان کے معاشی مفادات کی بھی نگران ہے۔ برطانوی سامراج نے جانے سے پہلے یقینی بنا لیا تھا کہ نام نہاد آزادی کے باوجود ان کے بعد ان کی قائم کردہ انتظامیہ کی مضبوط گرفت برقرار رہے۔ ان کی زبان، ان کی ثقافت اور ان کی تہذیب پھلتی پھولتی رہے اور ان کے معاشی مفادات محفوظ رہیں چنانچہ آزادی کے 61 سال گزرنے کے بعد ہم اپنی زبان سے بھی محروم ہو چکے ہیں۔ اقبال کا فارسی کلام ایران، وسط ایشیا اور افغانستان میں تو سمجھا جا سکتا ہے لیکن پاکستانی قوم اس سے قطعاً نابلد ہو چکی ہے بلکہ اب تو اردو سے بھی نئی نسل ناآشنا ہو رہی ہے۔ جب ہم کہیں بات کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ذرا ''آسان'' اردو میں بات کریں، مطلب یہ کہ انگلش نما اردو میں بات کی جائے۔ اپنی زبان سے نابلد ہونے کی وجہ سے ہماری نئی نسل ندرت خیال (Original Thinking) سے محروم ہو رہی ہے اور ہم محض نقالوں کی قوم بن رہے ہیں۔

چند سال قبل مالاکنڈ ایجنسی کے ایک گاؤں ''ملاکنڈ'' کے باشندوں نے مجھ سے شکایت کی کہ ملاکنڈ کئی نسلوں سے ہمارا گاؤں ہے۔ اس کی مٹی میں ہمارے آباؤ اجداد کی ہڈیاں ملی ہوئی ہیں، مگر اب پاکستانی فوج ہمیں اپنے گاؤں سے بے دخل کرنا چاہتی ہے اور ان کا دعویٰ ہے کہ ہم نے 1887ء میں اس علاقے کو فتح کیا تھا، اس لیے یہ ہمارا مفتوحہ علاقہ ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر صدمہ ہوا کہ پاکستان کی وزارت دفاع نے ایک خط میں انھیں یہ لکھ دیا تھا کہ ہم نے اس علاقے کو 1887ء میں فتح کیا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ پاکستانی فوج آج بھی اپنے آپ کو برطانوی سامراج کی وارث سمجھتی ہے اور ان کے مفتوحہ علاقوں کو اپنا مفتوحہ علاقہ قرار دیتی ہے۔ اپنی اس تربیت کی بنا پر پاکستانی فوج کو امریکی فوج کے حلیف کے طور پر اپنی ہی قوم کو سوات، باجوڑ، مہمند، وزیرستان، قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں بم باری اور گولہ باری کا نشانہ بنانے میں کوئی عار محسوس نہیں ہوتی۔

(بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

مزاحمت اور استقامت کا راستہ

محمد سلیم قریشی

بادشاہ نیرو کا ایک غلام گستاخی کا مرتکب ہوا، نیرو نے اس کی بے رنگ اور بے صدا زندگی کے لئے موت کی سزا تجویز کی۔ سلطنت روم میں سزائے موت کے لئے پھانسی دینے یا گردن مارنے کا رواج نہیں تھا۔ سزا یافتہ کو بھوکے درندوں کے سامنے ڈال دیا جاتا تھا۔ خاص طور پر تیار کردہ اکھاڑوں میں جشن مرگ کا اہتمام کیا جاتا اور عوام تماشا دیکھتے۔ طے شدہ دن غلام کو اکھاڑے میں لایا گیا۔ شہنشاہ نیرو نے ہاتھ کے اشارے سے درندے کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ کئی دن کا بھوکا شیر دھاڑتا ہوا پنجرے سے باہر نکلا اور چیرنے پھاڑنے کے لئے غلام پر چھلانگ لگا دی۔ غلام نے بجلی کی سی تیزی سے شیر کی گردن پر گھونسہ رسید کیا۔ گھونسا اتنا طاقتور تھا کہ شیر چکرا کر گرا اور مر گیا۔ سزائے موت پر عمل درآمد نہ ہوسکا۔ ملال شہنشاہ کے چہرے سے ظاہر تھا۔ شہنشاہ نے حکم دیا کہ غلام کو ایک دوسرے آدم خور شیر کے آگے ڈالا جائے مگر اس دفعہ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر باندھ دیئے جائیں۔ حکم کی تعمیل ہوئی خون خوار شیر حملہ آور ہوا تو غلام نے اپنی ٹانگ گھما کر دے ماری تو شیر تاب نہ لا کر گرا اور مر گیا، نیرو کا غضب اور بڑھ گیا، حکم دیا کہ غلام کو ایک تیسرے شیر کے سامنے ڈال دیا جائے لیکن اس سے پہلے غلام کی ٹانگیں باندھ دی جائے، تیسرا شیر لپکا تو قتل گاہ میں تنہا کھڑے غلام نے ایک زوردار ٹکر ماری تو تیسرا شیر بھی مر گیا، اس پر شہنشاہ نیرو غصہ میں کھڑا ہو گیا اور چلا کر بولا: ''لعنتی غلام انصاف سے شیر کا مقابلہ کرو تم مسلسل بے ایمانی کر رہے ہو''۔

امریکی خواہش کے مقابل بلند قامتی سے کھڑے طالبان سے امریکہ کو بھی ایسی ہی شکایات ہیں۔ اقوام عالم میں ''خصوصی حیثیت'' کا حامل امریکہ اپنی فوجی کاروائیوں کی بنیاد ظلم وستم کے خاتمے کو قرار دیتا ہے اور گستاخی کے مرتکب غلاموں سے چاہتا ہے کہ وہ اجتماعی انصاف کی اس امریکی قربان گاہ میں بے چوں چراں ذبح ہوجائے یہی عالم امریکی انصاف کا ہے اور جو اس راہ میں مزاحم ہو وہ بے ایمانی کا مرتکب اور موت کا سزاوار۔ طالبان کے معاملے میں بھی ایسا ہی تھا۔ امریکہ بضد تھا کہ طالبان کو ہاتھ پیر بندھوا کر ٹیکنالوجی کی خوفناک قوت سے مسلح شہنشاہ عالم کی افواج کے سامنے زندگی ہار دینی چاہیے۔ علوم جدید کی تمام تر تعجب خیز جنگی پیشرفت امریکہ کے زیر تسلط افغانستان پر آتش وآہن اور بے حدوحساب طاقت اور سنگ دلی برسا رہی ہے لیکن طالبان ہیں کہ مزاحمت کر رہے ہیں معرکہ آرائی کو طول دیئے جا رہے ہیں۔ امریکی استعمار کے بے عیب جنگی تجربے اور بے رحمانہ حملے یکے بعد دیگرے، بہت بھاری قیمت دے کر بھی شکست سے دو چار ہیں۔ حماقت کا حساب عقل نے شمار کیا تو بات طالبان سے مذاکرات پر آ گئی۔ ہماری حرماں نصیب دنیا میں جو معرکہ آرائی جاری ہے اس میں کمزور اور محکوم اور مظلوم قوموں کا ہتھیار صرف مزاحمت اور استقامت ہے۔ جدید انسان کے غرور اور جہل مرکب کے سامنے یہ مزاحمت اور استقامت ایمان اور یقین کی دولت سے حاصل ہوتی ہے۔ امریکہ کے قبضے میں آنے کے بعد طرح طرح کے تشدد، ہنگاموں، جنگی کارروائیوں اور انسانی المیوں میں مبتلا افغانستان میں ملا محمد عمر نہ صرف افغان قوم کے اقتدار کے مظہر اور امن و امان کے ضامن ہیں بلکہ اس دور میں مزاحمت اور استقامت کی بھی انتہائی روشن مثال ہیں۔

ایک طرف دنیاوی خداؤں کے مقابل ایمان اور یقین سے محکم اور استوار ملا محمد عمر جیسے استقامت کے ستون ہیں تو دوسری طرف دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کے سب سے بڑے اتحادی پاکستان کے حکمران ہیں، ضرورتوں اور مصلحتوں کے اسیر ظالم سے مفاہمت اور تعاون کے علم بردار، امریکی عظمت کے ثناء خواں، عدم مزاحمت کے استعارے، عافیت کے طلب گار اور وقتِ قیام حالت سجدہ کے عادی، جن کے قبائلی علاقوں کے باہر بندوبستی اضلاع SETTLED DISTRICT (بنوں) بھی امریکی حملوں کی زد میں ہیں۔ اب تک امریکہ پاکستان کی سرزمین پر ۸۰ کے قریب حملے کر چکا ہیں۔ جس میں ۳۶ پرویز مشرف اور ۴۴ موجودہ حکومت آنے کے بعد ہوئے۔ جب کے بنوں کے نواح میں ہونے والا حملہ پاکستان کی سرزمین پر سیٹلڈ ایریا میں ہونے والا پہلا حملہ ہے۔ یہ جارحیت کا دوسرا مرحلہ تھا۔ پہلا مرحلہ قبائلی علاقوں پر حملہ تھا۔ امریکی طرز عمل یہ ہے کہ وہ ایک مرحلہ شروع کرتے ہیں جب لوگ اس کے عادی ہو جاتے ہیں تو دوسرا مرحلہ شروع کر دیتے ہیں۔ یوں ان کے خلاف کوئی شدید ردعمل پیدا نہیں ہوتا البتہ پاکستان کی خودمختاری مسلسل سبوتاژ ہوتی چلی جارہی ہے ایک طرف تو میزائل حملوں سے قبائلی علاقوں میں امریکہ اور پاکستانی حکمرانوں کے خلاف شدید غم وغصہ پھیلا ہے تو دوسری طرف ان لاحاصل کارروائیوں نے امریکی انٹیلی جنس کا پول کھول دیا ہے۔ شادی کی بارات، جنازے اور عام لوگوں کے گھر ان حملوں سے تباہ ہو رہے ہیں۔ ان حملوں پر پاکستان کے احتجاج کو گھاس کی پتی سے بھی زیادہ وقعت نہیں دی جاتی۔ قبائلی علاقے ایک بلیک ہول ہیں جس میں داخل ہونے والی فوج کا زندہ بچ کر نکلنا بالعموم ناممکن ہے، لیکن اب تو مقابلے میں نظریاتی جنگجو ہیں۔

خلق ہم سے کہتی ہے
پورا ماجرا لکھیں
ہم قلم سے شرمندہ
چشم نم سے شرمندہ
سوچتے ہیں کیا لکھیں؟

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: **عمر فاروق**

یکم جنوری

ہلمند: ضلع نوزاد میں ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے مجاہدین نے 2 برطانوی ٹینک تباہ کر دیے۔ٹینکوں میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔ پیدل گشت کرتے ہوئے برطانوی فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ۔4 صلیبی فوجی ہلاک۔ضلع گرشک میں برطانوی ٹینک ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ۔ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

غزنی: مجاہدین نے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پرحملہ کیا۔ہیڈکوارٹر کو نقصان پہنچا۔ایک اور کارروائی میں مجاہدین نے کمین لگا کر پولینڈ کے 2 ٹینک تباہ کردیے۔ٹینکوں میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

قندھار: مجاہدین نے افغان فوج کے ایک کمانڈر کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔

ہرات: پشمور کے علاقے میں افغان فوج کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ۔5 مرتد فوجی ہلاک۔

2 جنوری

ہلمند: سید آباد کے علاقے میں 2 برطانوی ٹینک ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ۔ٹینکوں میں سوار تمام فوجی ہلاک۔ضلع گرمسر میں 1 برطانوی ٹینک تباہ۔ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔ضلع نوزاد میں 1 برطانوی ٹینک ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ۔ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔ضلع گرشک میں پیدل گشت کرتے ہوئے برطانوی فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ۔2 فوجی ہلاک 3 زخمی۔

لوگر: ضلع برکی میں امریکی کانوائے پر مجاہدین کا حملہ۔2 امریکی فوجی ہلاک، 3 زخمی۔3 مجاہد بھی زخمی ہوئے۔

وردگ: افغان فوج کی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ۔ 6 افغان فوجی ہلاک۔

زابل: امریکیوں نے ایک گھر پرحملہ کر کے 4 نہتے شہریوں کو شہید کر دیا۔

قلات شہر میں مجاہدین نے ریموٹ کنٹرول بم کے ذریعے امریکی ٹینک تباہ کردیا۔6 امریکی فوجی ہلاک۔

ارزگان: افغان فوجی چیک پوسٹ پر مجاہدین کا حملہ۔افغان کمانڈر ہلاک متعدد زخمی۔

3 جنوری

خوست: ضلع علی شیر میں مجاہدین نے تین افغان فوجی گاڑیوں پرحملہ کیا۔حملہ میں گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔ان کا اسلحہ مالِ غنیمت بنا۔ضلع علی شیر میں افغان پولیس کی گاڑی ریموٹ کنٹرول بم حملے سے تباہ۔گاڑی میں سوار تمام پولیس اہلکار ہلاک۔

قندھار: ضلع دامان میں افغان فوجی گاڑی ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ۔ 6 مرتد فوجی ہلاک۔

6 جنوری

ہلمند: ضلع سنگین میں مجاہدین نے برطانوی فوج کے کئی ٹھکانوں پرحملہ کیا۔بڑے پیمانے پر لڑائی جاری رہی۔جب کہ ایک اور کارروائی میں برطانوی فوج کی گشت کرتی ہوئی گاڑی ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ ۔ 7 برطانوی فوجی ہلاک۔ضلع گرشک میں افغان فوجی گاڑی بارودی سرنگ سے ٹکرا کر تباہ۔گاڑی میں سوار تمام فوجی ہلاک۔ایک اور کارروائی میں ریموٹ کنٹرول بم حملے سے برطانوی ٹینک تباہ۔ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

نمروز: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں امریکی ٹینک تباہ۔ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

قندھار: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں افغان فوجی گاڑی تباہ۔آرمی کمانڈر سمیت 5 فوجی ہلاک۔

7 جنوری

تخار: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 جرمن ٹینک تباہ۔ٹینک میں سوار تمام فوجی جرمن فوجی ہلاک۔

کنڑ: امریکی کانوائے پر مجاہدین نے کمین لگا کر حملہ کیا۔حملے میں 1 امریکی ٹینک تباہ ہوا اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔پشیین کے علاقے میں 1 جرمن ٹینک ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ ہوگیا۔ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

مجاہدین کا افغان فوج کی چیک پوسٹ پرحملہ۔مجاہدین نے چیک پوسٹ مسمار کردی۔3 افغان فوجی ہلاک ہوئے باقی فرار ہوگئے۔

قندھار: ریموٹ کنٹرول بم کے نتیجے میں 1 نیٹو کا ٹینک تباہ ہوگیا۔اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔مجاہدین نے افغان فوجی کمانڈر کی گاڑی پر کمین لگا کر حملہ کیا۔گاڑی کو نقصان پہنچا اور 3 فوجی زخمی ہوئے۔

فراح: ضلع شمس آباد میں 1 برطانوی ٹینک تباہ۔ 4 برطانوی فوجی ہلاک۔ریموٹ کنٹرول بم حملوں میں 2 امریکی ٹینک تباہ۔ٹینکوں میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

ہلمند: امریکی فوج کو سامان سپلائی کرنے والے کانوائے پر مجاہدین کا حملہ۔ 4

ٹرک تباہ۔ جب کہ ضلع سنگین میں پیدل گشت کرتے ہوئے برطانوی فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ کیا گیا، جس میں 5 برطانوی فوجی ہلاک۔

خوست: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 امریکی ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

فریاب: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں امریکی ٹینک تباہ اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔

ننگرہار: ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کا حملہ۔

8 جنوری

قندھار: ایک بہادر مجاہد حافظ محمد نے کینیڈین فوج پر شہیدی حملہ کیا۔ حملے کے وقت متعدد ٹینک اور فوجی وہاں موجود تھے۔ حافظ محمد نے بارود سے بھری گاڑی ان سے ٹکرادی۔ دھماکے کی شدت سے اکثر ٹینک تباہ اور 15 کینیڈین فوجی ہلاک ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شہادت قبول فرمائیں۔

ایک دوسری کارروائی میں ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں نیٹو فوجی گاڑی تباہ ہوگئی تاہم جانی نقصان معلوم نہیں ہوسکا۔

ہلمند: مجاہدین نے برطانوی ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ ہیلی کاپٹر میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔

ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 2 برطانوی ٹینک تباہ ہوگئے۔ یہ واقعہ ضلع گرشک میں پیش آیا۔ ٹینکوں میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔

9 جنوری

نمروز: ایک سرفروش مجاہد ملا عبداللہ نے افغان فوج پر فدائی حملہ کیا۔ حملے کے وقت افغان فوجی بازار میں کھڑے تھے۔ ملا عبداللہ بھائی نے ان کے پاس جاکر خود کو دھماکے سے اڑا دیا۔ حملے میں 1 کمانڈر اور 8 اہلکار ہلاک ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شہادت قبول فرمائیں۔

غزنی: ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں پولینڈ کا 1 ٹینک تباہ ہوگیا۔ ٹینک میں سوار 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

پولینڈ کے فوجی کانوائے پر مجاہدین کا کمین لگا کر حملہ۔ حملے میں 1 ٹینک اور 1 فوجی گاڑی تباہ ہوگئی اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔

ہلمند: مجاہدین کے ساتھ ایک جھڑپ کے دوران 5 برطانوی فوجی ہلاک ہوگئے۔

ضلع سنگین میں مجاہدین نے دو مختلف جگہوں پر کمین لگا کر 9 برطانوی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

خوست: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں امریکی ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار 5 امریکی فوجی ہلاک۔

ارزگان: افغان پولیس کے پیدل گشت پر مامور اہلکاروں پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ۔ 7 پولیس اہلکار ہلاک 3 زخمی۔ ایک اور کارروائی میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 آسٹریلوی ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار 5 فوجی ہلاک۔

11 جنوری

قندھار: ضلع میوند میں کینیڈین فوج کے مرکز پر مجاہدین کا حملہ۔ مرکز میں آگ لگ گئی اور کافی نقصان ہوا۔ پولیس ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کا حملہ۔ مجاہدین نے ہیڈکوارٹر پر قبضہ کرلیا اور پولیس اہلکار علاقے سے فرار ہوگئے۔

ہلمند: ضلع گرشک میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں افغان فوج کی 1 گاڑی مکمل طور پر تباہ ہوگئی اور اس میں سوار 6 فوجی ہلاک ہوگئے۔

12 جنوری

فراہ: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 امریکی ٹینک تباہ۔ 6 امریکی فوجی ہلاک۔

قندھار: پولیس چیک پوسٹ پر مجاہدین کا حملہ۔ مجاہدین نے چیک پوسٹ تباہ کردی۔ 5 پولیس اہلکار ہلاک ہوئے اور اسلحے کا ذخیرہ مالِ غنیمت بنا۔

فراہ: حسین آباد کے علاقے میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں پولیس اہلکاروں سے بھرا ہوا ٹرک تباہ۔ 21 پولیس اہلکار واصل جہنم۔

ریموٹ کنٹرول بم حملے میں امریکی ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

14 جنوری

ہلمند: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 2 برطانوی ٹینک تباہ ہوگئے اور ان میں سوار 8 فوجی ہلاک ہوئے۔ بعد میں لاشیں اٹھانے کے لیے جب برطانوی فوجی آئے تو مجاہدین نے ایک اور ریموٹ کنٹرول دھماکہ کیا جس میں 4 مزید فوجی ہلاک ہوئے۔

ضلع گرشک میں 1 برطانوی ٹینک ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

ضلع سنگین میں پیدل گشت پر مامور برطانوی فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ۔ 7 برطانوی فوجی ہلاک۔

ارزگان: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں آسٹریلوی ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

فراہ: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں امریکی ٹینک تباہ ہوگیا اور اس میں موجود 4 امریکی فوجی ہلاک ہوگئے۔

ہرات: پولیس چیک پوسٹ پر مجاہدین کا حملہ۔ حملے میں 2 پولیس اہلکار ہلاک اور 2 زخمی ہوئے۔ اسلحہ کا ذخیرہ مجاہدین کے لیے مالِ غنیمت بنا۔

16 جنوری

ہلمند: ضلع گرشک میں ایک ہفتہ جاری رہنے والی لڑائی کے بعد برطانوی فوجی پسپائی پر مجبور ہوگئے۔ برطانوی فوجی 200 گاڑیوں اور ٹینکوں کے ساتھ فرار ہوگئے۔ ایک ہفتہ جاری رہنے والی لڑائی میں کم از کم 40 برطانوی اور 123 افغان فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔اس معرکے میں 2 مجاہد شہید اور 3 زخمی ہوئے، ریموٹ کنٹرول بم حملے میں افغان فوج کے کمانڈر کی گاڑی تباہ۔کمانڈر سمیت 3 فوجی ہلاک۔دو بدو جنگ کے ایک اور واقعہ میں مجاہدین نے 2 برطانوی فوجی اور 5 افغان فوجی مردار کیے۔ 2 مجاہد بھی زخمی ہوئے۔ایک اور کارروائی میں افغان فوج کے پیدل گشت کرتے ہوئے قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ۔5 فوجی ہلاک۔

ہرات: مجاہدین نے راکٹ مار کر افغان فوجی ہیلی کاپٹر گرادیا۔ہیلی کاپٹر میں سوار میجر جنرل فضل محمد اور 22 فوجی افسر مارے گئے۔یہ واقعہ ضلع شینڈنڈ میں پیش آیا۔

17 جنوری

کابل: ایک بہادر مجاہد شمس الرحمٰن کا جرمن سفارتکاروں کے قافلے پر شہیدی حملہ کیا، حملے سے سفارتکاروں کی 2 گاڑیاں تباہ ہوگئیں اور 8 جرمن سفارتکار جہنم واصل ہوئے۔دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ قریب سے گزرنے والا امریکی آئل ٹینکر بھی تباہ ہوگیا۔اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے (آمین)

ننگرہار ایک اور سرفروش مجاہد صدام بھائی نے امریکی کانوائے پر شہیدی حملہ کیا، جس میں ایک امریکی ٹینک اور افغان فوجی گاڑی تباہ ہوئی۔جب کہ سات امریکی اور تین افغان فوجی جہنم واصل ہوئے۔اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی کی شہادت قبول فرمائیں۔

ہلمند: ضلع موسیٰ قلعہ میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 برطانوی ٹینک تباہ۔ ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔ضلع گرشک میں پیدل گشت کرتے ہوئے برطانوی فوجیوں پر مجاہدین نے کمین لگا کر حملہ کیا۔حملے میں 4 برطانوی فوجی ہلاک ہوئے۔ایک اور کارروائی میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں برطانوی ٹینک تباہ ہوگیا اور اس میں سوار 4 فوجی ہلاک ہوگئے۔

19 جنوری

خوست: خوست ائیر پورٹ کے مین گیٹ کے قریب کھڑے امریکی فوجیوں پر ایک بہادر مجاہد کا شہیدی حملہ۔15 امریکی و افغانی فوجی ہلاک۔

ہلمند: ضلع گرشک میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں افغان فوجی گاڑی تباہ 7 مرتد فوجی ہلاک۔

ضلع گرمسر میں امریکی کانوائے پر مجاہدین نے کمین لگا کر حملہ کیا۔حملے میں ایک امریکی ٹینک تباہ ہوگیا، اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔

قندہار: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں نیٹو فوج کا ایک ٹینک تباہ، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔کینیڈا کے پیدل گشت پر مامور فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ 7 ہلاک متعدد زخمی۔ایک اور کارروائی ریموٹ کنٹرول بم میں کینیڈین ٹینک تباہ۔ٹینک میں موجود تمام فوجی ہلاک۔

ارزگان: ریموٹ کنٹرول بم میں 2 افغان فوجی گاڑیاں تباہ ہوگئیں 13، مرتد فوجی ہلاک۔

20 جنوری

کپیسا: ضلع تگاب میں فرانسیسی فوجیوں پر مجاہدین کا کمین لگا کر حملہ، 2 فرانسیسی فوجی ہلاک۔

خوست: ائیر پورٹ پر مجاہدین نے 7 مارٹر گولے فائر کیے۔

21 جنوری

قندہار: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں افغان فوج کی ایک گاڑی تباہ، 5 مرتد فوجی ہلاک۔ایک اور کارروائی میں افغان فوج کے کانوائے پر مجاہدین کا کمین لگا کر حملہ۔حملے میں 1 گاڑی تباہ ہوئی اور 9 مرتد فوجی ہلاک ہوئے۔

فراہ: ضلع گلستان میں 1 امریکی ٹینک (ریموٹ کنٹرول) بم حملے میں تباہ، 16 امریکی فوجی ہلاک۔

ہلمند: (ریموٹ کنٹرول) بم حملے میں افغان پولیس کی 1 گاڑی تباہ، 7 پولیس اہلکار ہلاک۔مجاہدین نے کمین لگا کر افغان فوج پر حملہ کیا، 7 مرتد فوجی مارے گئے۔

ہرات: امریکی اور افغان کے مشترکہ کانوائے پر ایک بہادر مجاہد کا فدائی حملہ، 6 امریکی، 13 افغان فوجی ہلاک ہوئے اور ایک امریکی ٹینک تباہ ہوا۔اللہ تعالیٰ مجاہد بھائی کی شہادت فرمائیں۔

قندھار: مجاہدین نے کمین لگا کر افغان فوج کے کانوائے پر حملہ کیا۔حملہ میں 2 فوجی گاڑیاں تباہ ہوئیں اور 9 افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

ہلمند: موسیٰ قلعہ ضلع میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 برطانوی ٹینک تباہ ہوا اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوئے۔مجاہدین نے افغان فوج کے کانوائے پر کمین لگا کر حملہ کیا، حملے میں 3 فوجی ہلاک اور 2 زخمی ہوئے۔

24 جنوری

ننگرہار: پولیس ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر مجاہدین کا حملہ۔

فراہ: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں امریکی ٹینک تباہ، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔ایک اور کارروائی میں ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں کینیڈین فوج کے 2 ٹینک تباہ ہوگئے، 8 صلیبی فوجی ہلاک ہوئے۔

بامیان: افغان فوجی چیک پوسٹ پر مجاہدین کا حملہ، مجاہدین نے چیک پوسٹ تباہ کردی، متعدد افغان فوجی ہلاک ہوئے۔

قندھار: مجاہدین نے افغان فوج کی چیک پوسٹ پر حملہ کیا، 15 مرتد فوجی ہلاک ہوئے اور ایک قیدی بنا لیا گیا باقی علاقے سے فرار ہو گئے۔ ضلع میوند میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 کینیڈین ٹینک تباہ، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔

بدغیس: مجاہدین نے افغان فوج کی 2 چیک پوسٹوں پر حملہ کیا، 1 افغان فوجی کمانڈر عثمان گرفتار کر لیا گیا اور دونوں چیک پوسٹیں تباہ کر دی گئیں۔

خوست: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 2 امریکی ٹینک تباہ، 7 امریکی فوجی ہلاک۔ امریکی کانوائے پر مجاہدین کا کمین لگا کر حملہ، 2 امریکی ٹینک تباہ۔

لغمان: مجاہدین نے امریکی کانوائے پر حملہ کیا۔

ہلمند: ضلع گرشک میں مجاہدین کے حملے میں 4 برطانوی فوجی ہلاک ہو گئے۔

ارزگان: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 ایک آسٹریلوی ٹینک تباہ، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔

26 جنوری

بلخ: مجاہدین نے حملہ کر کے افغان فوج کی 3 چیک پوسٹیں تباہ کر دیں، ان میں موجود اسلحہ مالِ غنیمت بنا۔

قندھار: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں نیٹو فوج کا ایک ٹینک تباہ، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔ ضلع میوند میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 کینیڈین ٹینک تباہ، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک۔

خوست: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں افغان فوج کی ایک گاڑی تباہ 5، مرتدین ہلاک۔

پروان: چیک پوسٹ پر حملے میں 5 افغان فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے، اسلحہ مجاہدین کیلئے مالِ غنیمت بنا۔

ہلمند: ضلع گرشک میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 برطانوی ٹینک تباہ، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔ ضلع نوزاد میں برطانوی ٹینک ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ ہو گیا، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔ ایک اور کارروائی میں ریموٹ کنٹرول بم حملے میں افغان فوج کی 1 گاڑی تباہ ہو گئی 6، مرتد فوجی ہلاک۔

فراہ: ریموٹ کنٹرول بم حملے میں 1 ایک امریکی ٹینک تباہ ہو گیا، ٹینک میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔

ارزگان: افغان فوج کی ایک گاڑی ریموٹ کنٹرول بم حملے میں تباہ ہو گئی، 5 افغان فوجی ہلاک ہو گئے۔

28 جنوری

قندھار: ضلع میوند میں مجاہدین نے گھات لگا کر کینیڈین فوج کے کانوائے پر حملہ کیا۔ ایک ٹینک تباہ ہوا اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔

بغلان: مجاہدین نے امریکی فوج کو سامان سپلائی کرنے والے کانوائے پر حملہ کیا۔ مجاہدین نے دو ٹرک جلا دیے۔ اس کے بعد مجاہدین اور سیکورٹی گارڈز کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی جس میں متعدد سیکورٹی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔ مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور وہ بحفاظت اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے۔

ہلمند: ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں برطانوی ٹینک تباہ اور اس میں سوار تمام فوجی ہلاک۔ برطانوی فوج کے پیدل گشت پر مامور قافلے پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ حملے کا آغاز ریموٹ کنٹرول بم دھماکے سے ہوا۔ جس کے بعد دو بدو لڑائی شروع ہو گئی۔ اس کے بعد برطانوی طیاروں نے علاقے پر بمباری کی جس میں مجاہدین کا کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

قندوز: ریموٹ کنٹرول بم دھماکے میں ایک جرمن ٹینک تباہ، 5 جرمن فوجی ہلاک

ہرات: فرنٹیئر پولیس کے مرکز پر مجاہدین کا حملہ، مرکز تباہ ہو گیا اور اسلحے کا ذخیرہ مجاہدین کے لیے مالِ غنیمت بنا۔

بدغیس: افغان فوجی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا۔ 3 مرتد فوجی ہلاک ہوئے اور باقی علاقے سے فرار ہو گئے۔ اسلحہ مجاہدین کے لیے مالِ غنیمت بنا۔

فراح: ضلع گلستان میں ریموٹ کنٹرول بم حملے کے نتیجے میں دو امریکی ٹینک تباہ ہو گئے۔ ٹینکوں میں سوار تمام فوجی ہلاک ہو گئے۔

29 جنوری

قندھار: پیدل گشت کرتے ہوئے کینیڈین فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ، 6 فوجی ہلاک

فراہ: پیدل گشت کرتے ہوئے امریکی فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ، 6 امریکی فوجی جہنم واصل

تخار: پولیس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ۔ ہیڈ کوارٹر کو نقصان پہنچا، تاہم کوئی جانی نقصان معلوم نہیں ہو سکا۔

کنڑ: مجاہدین نے کمین لگا کر امریکی کانوائے پر حملہ کیا۔ حملے میں ایک ٹینک تباہ ہوا اور متعدد فوجی ہلاک۔ مجاہدین نے امریکی کانوائے پر کمین لگا کر حملہ کیا۔ 4 امریکی فوجی ہلاک ہوئے۔ کچھ ٹینکوں کو بھی نقصان پہنچا۔

ماہِ جنوری اِک نظر میں

فدائی حملے	۲	ٹینک تباہ	۴۴
گاڑیاں تباہ	۸	مراکز چیک پوسٹ پر حملے	۳۲
مرتد افغانی فوجیوں کی ہلاکتیں	۱۸۰	آئل ٹینکر ٹرک تباہ	۴
صلیبی فوجیوں کی ہلاکتیں	۱۸۶	ہیلی کاپٹر تباہ	۲
ریموٹ کنٹرول بم دھماکے	۵۲	کمین ربارودی سرنگیں	۱۵

قبولیت مقبولیت

عمر خیام

''قبولیت کا تمہیں ایک اور تصور بتاؤں'' سنو!

''فضیل بن عیاضؒ اور عبداللہ بن مبارکؒ دونوں تابعی تھے۔ فضیل بن عیاضؒ وہ عابد تھے جن کا سارا وقت حرم میں گزرتا تھا۔ ایک دفعہ عبداللہ بن مبارکؒ نے انھیں خط لکھا۔ یہ خط عربی لغت کا ایک نادر شاہکار تصور کیا جاتا ہے۔ خط کی ابتداء دیکھو!

''یاعابدالحرمین شریفین! واللہ جس وقت تمہاری آنکھ خشیت سے تر ہوتی ہے اس کا کوئی موازنہ نہیں اس وضو سے جو میں اپنے لہو سے کرتا ہوں''۔

''ہاں! فضیل بن عیاضؒ کا سارا وقت حرم میں گزرتا تھا اور عبداللہ بن مبارکؒ ایک سال حج پر جاتے تھے اور ایک سال جہاد پر ہوتے تھے''۔

قسورہ دانستہ اس کی باتوں کا جواب دینے سے گریز کر رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں بڑھتی ہوئی بے چینی کو دیکھتے ہوئے اس نے گفتگو کا رخ یکدم بدلا اور بولا۔

ہے۔ کسی گوشے میں گندم کی فصل پیدا ہوتی ہے جو اندر ہی اندر کٹتی ہے اس کے سرور اور اس کے خمار کو وہ کیا جانے جو باہر گندم بوتے ہیں اور اسے گوداموں میں جمع کر کے رکھتے ہیں۔

کیا جب شب ہوتی ہے تو تمہارے وجود میں رات کی رانی کی مہک نہیں پیدا ہوتی جو تمہیں بے خود کر دیتی ہے۔ نیند سے بیگانہ کر دیتی ہے۔ کیا یہ کم نعمتیں ہیں؟۔ شکر کرتے رہو وہ اور نوازے گا، ناشکری مت کرنا''۔

''کیا میں ایک طرف ہو جاؤں گا، کیا میرا سفر محدود رہے گا؟'' وہ اس کی پشت کی جانب آ کر اس کے کاندھے دباتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

''بے مہرمت بن میرے بچے! ہدایت کے بھی درجے ہیں اور بعض لوگوں کے لئے بس ہدایت ہی ہدایت ہوتی ہے۔ کچھ لوگوں کا وہ خود انتخاب کرتا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے ان کی بزرگی کو جماتا ہے اور اپنے راستے پر یوں لے جاتا ہے جیسے کوئی شفیق باپ اپنے کمسن بچے کو انگلی تھام کر بھیڑ سے بچاتا ہوا گھر لے آتا ہے۔

> رہی بات تن توشوں اور موٹی گردنوں والوں کی تو یہ ''سرکاری ویکسین'' پراچھل کود کرنے والے لوگ تھے۔ ان کا سارا زور بیان حلق سے تھا، ایمان دل تک اترا ہوتا تو آج یوں مست نہ ہوتے۔

''ارے چھوڑو! کیا کہتے تھے تم قبولیت اور مقبولیت! میں سوچتا رہا تمہارے جانے کے بعد بھی۔ دیکھو میرے نام کا مطلب بھی شیر ہے اور اس کے نام کا مطلب بھی یہی ہے۔ میں اور وہ عمر کے ایک ہی حصے میں ہیں۔ میں اس سے بہت پہلے اس سرزمین پر پہنچا۔ دو جگر گوشے نذر کئے۔ مجھے قبولیت ملی، مقبولیت نہیں اور اسے مقبولیت بھی مل گئی۔ دیکھ لو یہ ''اُس'' کی اپنی تقسیم ہے۔ ایک لمحے کو سوچا اس پر اپنا احتجاج ریکارڈ کراؤں۔ لیکن پھر اُس کا کہا یاد آ گیا ''ہم نے تم میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت دی ہے''۔

''مجھے ٹالنے کی کوشش مت کرو میرے دل میں بہت غبار جمع ہو گیا ہے۔ جو زندگی میں گزارنا چاہتا ہوں وہ گزار نہیں پا رہا اور جو گزار رہا ہوں اس سے مجھے اطمینان نہیں ہے''۔ یہ کہتے ہوئے وہ اٹھ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''میرے بچے! دل کی دنیا میں پیدا ہونے والی گھٹن تو نعمت ہے جس کا مطلب تو بادل بننا ہوتا ہے، کاش سے آکاش پر پہنچنا، پھر برستا تو ندی سے ہو کر دنیا اور بالآخر سمندر میں مل جانا ہوتا ہے۔ یہ آنسو کسی نعمت سے کیا کم ہیں؟ واللہ وہ جو اضطراب کی آندھی چلتی ہے تو کوڑا کرکٹ دل سے اڑا لے جاتی ہے، اور آنسو۔ یہ تو بارش ہے جو دل سے میل کچیل دھو ڈالتے ہیں۔ دل کی مٹی کو زرخیز اور نرم کر دیتے ہیں۔ بس! پھر وہ دل کے کسی گوشے میں زعفران کا کھیت اگا دیتا ہے جس سے پورا وجود مہک اٹھتا

اُس کے چہرے پر ایک دم مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ بے ساختہ بولا: ''تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو؟''۔

قسورہ اپنی روشن آنکھوں سے ماضی کے دریچوں میں کہیں دور جھانکتے ہوئے بولا: ''ان راہوں پر میں نے دو عشرے گزار دئے ہیں اور لاکھوں لوگوں کو آتے جاتے دیکھا ہے۔ میرے دل و دماغ میں ایک ایک چہرہ نقش ہے۔ وہ چہرے بھی ازبر ہیں جو چند قدم چلے اور ہانپتے ہوئے واپس لوٹ گئے اور اپنی دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو گئے اور وہ بھی جو چلتے چلتے قبولیت پا گئے۔ آہ! کیا حسین چہرے تھے۔ تمہارا چہرہ واپس لوٹ جانے والوں کا چہرہ نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ پھل نے ابھی مزید پکنا ہے یا پک کر زمین میں اپنے بیج چھوڑنے ہیں''۔

ان کی گفتگو کے دوران ہی قریبی بستی سے کھانا آ گیا اور دونوں نے اسی ٹیلے پر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد وہ پھر سے تازہ دم ہو گیا تھا۔ وہ بوڑھے کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

''بابا! تم یہاں پہاڑوں میں بیٹھے ہو تمہیں خبر ہی نہیں دنیا کتنی بدل گئی ہے۔ وہ موٹی موٹی گردنوں والے سب ریت میں سر دبائے بیٹھے ہیں جن سے حق بات کا خطرہ تھا ان سب کو پہلے ہی یکے بعد دیگرے بے دردی سے قتل کرا دیا گیا ہے۔ اب تمہیں پتا ہے ہماری مسجدوں میں صرف شکور اور کبیر کی صحت کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں اور وہ جو دین پھیلانے کے دعویدار ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھ لیا ایمان پختہ نہ ہوں تو یہ حالت ہوتی ہے باقی خلقت کا کیا کہوں طعنوں کے سوا ان کے لبوں پر کچھ نہیں ہے؟''۔

قسورہ نے اس کی بات پر کسی قسم کی حیرت کا اظہار نہیں کیا اور بڑے اطمینان سے بولا:

''تیرے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

وہ ہاتھ کا چھجا بنا کر کہیں دور جھانکتے ہوئے بولا: ''ابھی تو نئی صف بندی ہوئی ہے''۔

یہ کہتے ہوئے بوڑھے کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ تتر بتر لشکر کو نئے سرے سے صفیں ترتیب دیتے ہوئے دیکھ رہا ہو اور ان کو ہدایات جاری کر رہا ہو۔ ہاں۔ ابھی تو بکھرے ہوئے لوگ جمع ہونگے اور پھر کچھ اپنے ایمان کا اظہار کریں گے اور کچھ اپنے نفاق کا! صفیں بننے تو دو! ہم تو فقط یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان صفوں میں کون کون ہے اور کتنا آگے جانے کی تیاری کیئے ہوئے ہے۔ ابھی تو فیلڈنگ ہو رہی ہے سارے وارسینوں پر روک رہے ہیں جب حد سے گزریں گے تو ضبط بھی ٹوٹے گا بس بیٹنگ آیا ہی چاہتی ہے پھر دیکھنا! رہی بات تن توشوں اور موٹی گردنوں والوں کی تو یہ ''سرکاری ویکسین'' پر اچھل کود کرنے والے لوگ تھے۔ ان کا سارا زور بیان حلق سے تھا، ایمان دل تک اترا ہوتا تو آج یوں مست نہ ہوتے۔

کوئی خبر ہے تمہیں کتنے نفوس ہوتے ہیں جو اپنی ذات سے بلند ہوتے ہیں اور پھر آسمان تاروں کی طرح چمکنے لگتے ہیں؟ اور نہ جانے ہر شب کتنے ستارے ہوتے ہیں جو کہکشاں سے جھڑتے ہیں اور افلاک کی وسعتوں میں کھو جاتے ہیں؟ زمین والوں کو خبر ہی نہیں ہوتی۔ اتنے بے مصرف کہ عبرت کا نشان بھی نہیں ہو پاتے۔

اُس نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور قدرے رنجیدگی سے بولا: ''یہ جو پندار والے لوگ ہوتے ہیں حقیقت میں بڑے ہی نادار ہوتے ہیں۔ جب قیام کا وقت آتا ہے تو یہ اپنی دستاریں ایوانوں میں رسائی کے لئے وقت کے فرعونوں کے قدموں میں ڈالے ان کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور پھر وہ انہی دستاروں کو ان کے گلے میں ڈال کر انھیں اقتدار کے کوچوں میں گھسیٹتے ہیں اور انھیں عبرت کا نشان بنا دیتے ہیں۔ تم ان کی منقش اور دیدہ زیب عباؤں اور قباؤں پر مت جانا۔ جب آزمائش کی آندھی چلتی ہے تو ایک جانب اہل جنوں اپنے گریباں چاک کیئے اس کے مدمقابل جم کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گھروں سے دیوانہ وار نکلتے ہیں فطرت کی آبرو اور پوری امت کا بھرم رکھتے ہیں اور یہ۔۔ یہ اپنی عبائیں تھامتے پھرتے ہیں اور پھر بھی برہنہ ہو جاتے ہیں۔ کیا حجم اور کیا جثہ! تیز آندھی کا ایک جھکڑ اُنہیں اُن کے جھوٹے شرف کی عباؤں سے محروم کر دیتا ہے اور دوسرا جھکڑ اُنھیں یوں اوندھے منہ گرا دیتا ہے جیسے کوئی تناور درخت جڑوں سمیت زمین پر پڑا ہوتا ہے''۔

''خدا کی مار ہو اُن پر'' اس کے لہجے میں نہ چاہتے ہوئے بھی تلخی آ گئی تھی۔

''آسمان کے روشن ترین ستارے شعریٰ کے مالک رب کی قسم! اُس کی قسم کہ جس کی سنتیں تبدیل نہیں ہوتیں۔ کل جو اپنی حد سے گزر رہا تھا تو لوگوں نے اس کو مسجد نبوی ﷺ میں دامن سے کھینچ کر بٹھا دیا تھا کہ تو ان باتوں کا اہل نہیں ہے۔ ہاں! اُسی عبداللہ بن ابی کو جس کی سرداری کے لئے کبھی تاج بنایا گیا تھا۔ تم دیکھنا کہ کل لوگ ان کا دامن پکڑیں گے اور کہیں گے کہ تم جو باتیں کرتے ہو، ہم تمہیں اس کا اہل نہیں پاتے۔ ہاں پھر وہ مسندوں پر ہوں گے یا منبروں پر، لوگوں کے ہاتھ ان کے گریبانوں پر ہوں گے۔ اور میرے رب کا وعدہ ہے کہ ''زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے''۔

خاصی دیر کی خاموشی کے بعد قسورہ نے اس کا شانہ تھپتھپایا اور شفقت سے بولا'' جا کر آرام کرو صبح لوٹ جانا''۔

اگلی صبح وہ واپس لوٹ آیا۔ کہنے کو تو وہ واپس لوٹ آیا تھا مگر دل پہلے ہی اس مشین کا حصہ بننے سے انکار کر چکا تھا اور اب وجود بھی صاف منکر ہو گیا تھا۔ لاتعداد بار اس نے سوچا کہ اگر ذمہ داریاں نہ ہوتیں تو وہ صرف زخمیوں کا علاج کرنے کے بجائے زخم دینے والے ہاتھوں پر ضرب بھی ضرور لگاتا۔

بابا! تم یہاں پہاڑوں میں بیٹھے ہو، تمہیں خبر ہی نہیں دنیا کتنی بدل گئی ہے۔ وہ موٹی موٹی گردنوں والے سب ریت میں سر دبائے بیٹھے ہیں جن سے حق بات کا خطرہ تھا ان سب کو پہلے ہی یکے بعد دیگرے بے دردی سے قتل کرا دیا گیا ہے۔ اب تمہیں پتا ہے ہماری مسجدوں میں صرف شکور اور کبیر کی صحت کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں اور وہ جو دین پھیلانے کے دعویدار ہیں وہ کہتے ہیں کہ دیکھ لیا ایمان پختہ نہ ہوں تو یہ حالت ہوتی ہے

ایک طرف اپنا خوشیوں بھرا گھر تھا اور دوسری جانب اجڑے گھروں مگر آباد دلوں والے مکین تھے۔ ان دنوں وہ بہت گم سم رہتا تھا۔ پہلے دن جب وہ ڈیوٹی پر آیا تو اس کا ایک ساتھی جو حال ہی میں عمرے کی ادائیگی سے لوٹا تھا اسے ہاتھ سے پکڑ کر ایک طرف لے گیا۔ کتنی بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہا تھا کہاں غائب تھے تم۔ اس کے دوست نے سوال کیا

''چھٹیوں پر تھا۔ خیریت تو ہے نا؟'' اس نے پوچھا

''پتہ ہے عمرے کی ادائیگی کے دوران میں نظر بچا کر روضہ نبی ﷺ کی جالیوں کو چوم رہا تھا تو وہاں موجود شُرطے (پولیس) کی نظر پڑ گئی اس نے کہا کہ ان جالیوں کو کیا چوم رہے ہو یہ تو ہمارے بادشاہوں نے لگائی ہیں''۔

میں نے اسے کہا کہ تم کیا جانو ادب کیا ہے اور عقیدت کیا ہے۔ یہاں کی مسجدوں میں لوگ قرآن پڑھتے پڑھتے اسے اپنے برابر قالین پر رکھ دیتے ہیں مگر ہمارے ہاں کوئی اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

ٹھیک جواب دیا نا میں نے؟ اس کے دوست نے اس سے تصدیق چاہی تو اس نے۔۔۔۔۔۔۔

(جاری ہے)

دوسری قسط

ہم افغانستان میں کیونکر ہارے؟

امریکہ کے معروف میگزین ''رولنگ سٹون'' میں مشہور امریکی مصنف نیر روزن کے شائع ہونے والے دلچسپ اور چشم کشا سفرنامے کا ترجمہ

ہفتے کی سہ پہر ابراہیم نے مجھے ایک سفید ٹیوٹا کرولا میں بٹھایا۔ شفیق گاڑی چلا رہے تھے۔ انہوں نے راستے میں مجھے بتایا کہا انہوں اپنے ہاتھوں 200 جاسوسوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے اور بیشتر کے سر قلم کیے ہیں۔ ''پہلے میں ان لوگوں کو انتباہ کرتا ہوں کہ وہ باز آجائیں، جب وہ باز نہیں آتے تو میں انہیں ہلاک کر دیتا ہوں''۔ انہوں اپنی انصاف پسندی پر زور دیتے ہوئے کہا۔

شفیق جو مجاہدین کے ہمراہ روسیوں کے خلاف لڑتے رہے تھے، اب غزنی کے ضلع انڈار میں طالبان جنگجوؤں کی کمان کرتے ہیں۔ کابل میں ایک انٹیلی جنس آفیسر نے مجھے بتایا: ''انڈار بہت بری جگہ ہے۔ وہاں طالبان اعتماد اور نقل وحرکت کی آزادی کا خوب مظاہرہ کرتے ہیں۔'' اتحادی افواج نے جنوبی صوبوں سے طالبان کو نکال باہر کرنے پر توجہ مرکوز کر رکھی ہے جبکہ وہ غزنی جیسے مرکزی علاقوں میں ان کی روک تھام ختم کرنے میں ناکام رہے ہیں جہاں اب طالبان بالعموم (امریکہ نواز) افراد کو بسوں سے اتار کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس افسر نے مزید کہا: ''کابل کے عین دروازے پر ان کا کنٹرول کتنا مضبوط ہے۔ دو سال پہلے جن حالات کو انتہائی سنگین قرار دیا جاتا تھا، آج صورتِ حال ان سے بدتر ہے۔

لوگ طالبان سے محبت کرتے ہیں اور حکومت سے شدید نفرت کرتے ہیں (اور امریکیوں سے افغانیوں کی نفرت کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں) طالبان کے کچھ اصول ہیں، لیکن حکومت کے وابستگان تو نری خون چوسنے والی جونکیں ہیں۔

شفیق نے مجھے بتایا کہ سعودی عرب، پاکستان اور ازبکستان کے مجاہدین انڈار ضلع میں آتے ہیں۔ اکثر فدائی ہوتے ہیں مگر بعض طالبان کے دوش بدوش لڑتے ہیں۔ شفیق ان کی مہارت سے متاثر ہیں۔ وہ القاعدہ کا تعاون قبول کرتے ہیں''۔

اندھیرے میں ہم نوگئی نامی گاؤں میں داخل ہوئے۔ اب ہمارے موبائل فون کام نہیں کر رہے تھے کیونکہ طالبان غروب آفتاب کے بعد جب رات کو قیام کرتے ہیں تو فون ٹاورز بند کر دیتے ہیں تاکہ امریکی سراغرسانوں کو ان کی جائے قیام کا تعین کرنے میں مدد نہ ملے۔ اس روز شب برات کا تہوار تھا لڑکے بازار میں آتش بازی کر رہے تھے۔ طالبان اس رسم کو اسلام کی رو سے حرام سمجھتے ہیں جس پر انہوں نے اپنے دورِ حکومت میں پابندی لگادی تھی۔

گاؤں میں چند مقامات پر رکنے کے بعد ہمیں ایک مکان میں لے جایا گیا جہاں نوجوان طالبان مجاہدین کی ایک ٹولی برآمد ہوئی۔ ان میں سے بعض مسلح تھے۔ ہمارا روایتی طریقے سے استقبال کیا گیا۔ ابراہیم اپنے گھر چلے گئے جبکہ شفیق میرے پاس رہنمائی کے لیے ٹھہر گئے۔ پھر شفیق اور میں چاندنی میں طالبان کے پیچھے پیدل چلتے ہوئے ایک اور مکان میں داخل ہوئے جس کے دروازے میں سے جھک کر اندر جانا پڑا۔ مہمان خانے میں سرخ قالین بچھا ہوا تھا اور چھت چوبی شہتیروں کی تھی۔ کمرے میں مدھم بلب روشن تھا۔ ایک PKM بیلٹ مشین گن اور ایک راکٹ سے چلانے والا گرنیڈ لانچر دیوار کے ساتھ ٹکے ہوئے تھے۔ اسی کے ساتھ کئی راکٹ موجود تھے۔ وہیں ابراہیم کے بھتیجے مولوی یوسف چلے آئے۔ جو انڈار میں ایک سینئر کمانڈر کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ وہ اے کے 47 سے مسلح تھے۔ اتنے میں ایک لڑکا صراحی اور بیسن لے کر آگیا اور اس نے ہمارے ہاتھ دھلائے۔ ہم نے سبز چائے پی، پھر شوربے اور گوشت پر مشتمل کھانا کھایا اور انگور تناول کیے۔

30 سالہ ملا یوسف گزشتہ سال اس وقت کمانڈر بنے تھے جب امریکیوں نے ان کے اعلیٰ کمانڈر کو شہید کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ ہر رات مختلف مکان میں سوتے ہیں تاکہ اس کا سراغ نہ لگ سکے۔ ڈیڑھ سال پہلے امریکی ہیلی کاپٹر کے حملے میں ان کی ٹانگ زخمی ہوگئی تھی اور اسی لیے اس میں لنگڑاہٹ ہے۔ وہ شمالی وزیرستان میں ایک مدرسے سے فارغ ہوکر 2003ء میں طالبان میں شامل ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں: ''امریکی اچھے نہیں۔ وہ گھروں میں گھس کر لوگوں کو پکڑ لے جاتے ہیں اور جیل میں ڈال دیتے ہیں۔ پندرہ دن پہلے انہوں نے یہاں بمباری کی اور ایک مسلمان کو شہید کر دیا''۔

افغانستان میں امریکیوں کو اندھا دھند غلط اہداف پر بمباری سے کوئی مدد نہیں ملی۔ اس سال اگست تک اتحادی افواج نے 1445 افغان شہری شہید کیے۔ 6 جولائی کو بمباری سے ایک شادی کی تقریب میں 47 افراد شہید ہوگئے جن میں 39 عورتیں اور بچے شامل تھے۔ یہ سانحہ کا کونامی گاؤں کے قریب پیش آیا۔ 22 اگست کو عزیز آباد میں فضائی بمباری سے پھر 90 سے زیادہ شہری شہید کر دیے گئے اور ان میں زیادہ تر عورتیں اور بچے تھے۔

کھانے کے بعد ہم ایک گارے کے شیڈ میں گئے۔ شفیق نے اس کے لکڑی کے دروازے کھلوائے تو وہاں ایک اور سفید ٹویوٹا کرولا کھڑی تھی۔ آدمیوں نے اس میں آر پی جی لانچر، چار راکٹ اور پی کے ایم مشین گن لوڈ کی۔ پھر ہم اس میں سوار ہوکر چاندنی رات میں کچے راستوں پر سے ہوتے ہوئے ایک اور گاؤں میں پہنچے جہاں شفیق کی رہائش ہے۔ راستے بھر شفیق نے طالبان کے ترانے لگائے رکھے۔

ترانے پشتو زبان میں اور سازوں کے بغیر تھے۔ سازوں پر طالبان نے پابندی لگا رکھی ہے۔

شفیق کے گھر میں داخل ہو کر ہم اندھیرے میں چٹائیوں پر بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک گیس لیمپ، انگور اور سبز چائے آ گئی۔ شفیق نے بتایا کہ وہ 1980ء کی دہائی میں روسیوں کے خلاف لڑے تھے اور پھر انہوں نے پانچ سال جیل میں بھی گزارے۔ 1994ء میں وہ طالبان کے ساتھ آملے کیونکہ وہ اسلام کے داعی تھے۔ ان کی اسامہ بن لادن سے دو بار ملاقات ہوئی۔ ایک مرتبہ طالبان کے برسراقتدار آنے سے پہلے اور ایک بار ان کے دورِ حکومت میں۔ وہ بن لادن کی پشتو دانی سے بہت متاثر ہوئے تھے۔ وہ امیر المومنین ملا عمر سے بھی مل چکے ہیں۔ شفیق کو امید ہے کہ ملا عمر ایک بار پھر ملک کی قیادت سنبھال لیں گے۔

اگلے دن ہم کرولا میں RPG، PKM لانچر اور چار راکٹ لاد کر روانہ ہوئے۔ شفیق مشین گن کے ساتھ اگلی نشست پر تھے جبکہ یوسف گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے اور کلاشنکوف ان کے پہلو میں تھی۔ ایک اور طالبان مجاہد ہنڈا موٹر سائیکل پر سوار ساتھ ساتھ آ رہے تھے۔ ان کے کندھے سے بھی کلاشنکوف لٹک رہی تھی۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ طالبان کے ایکشن مجھے دکھائیں گے۔ مثلاً گشت پر نکلنا، حملے کرنا، جھگڑے نمٹانا اور غنڈوں اور پولیس کے خلاف لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا۔

یوسف نے ایک چیک پوسٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''پولیس مجھے جانتی ہے مگر مجھے روکنے کے لیے کچھ نہیں کرتی۔ میں ہر رات گشت پر نکلتا ہوں اور وہ مجھ سے لڑنے کی جرات نہیں کرتے۔ ان کے پاس بندوقیں ہی نہیں ہیں اور وہ خوفزدہ رہتے ہیں۔ شفیق نے حال ہی میں پولیس سے دو جیپیں خریدی تھیں اور انہوں نے بعد میں وزارت داخلہ کو بتایا کہ وہ ایک حملے میں تباہ ہو گئیں تھیں۔ کابل میں ایک سینئر یو این او آفیسر نے مجھے بتایا: ''کرزئی حکومت کی ناکامی میں مرکزی کردار پولیس کا ہے۔ اس کی بدعنوانیاں لوگوں کو طالبان کی حمایت پر آمادہ کرتی ہیں۔'' پولیس امریکی ٹھیکیداروں کو لوٹنے سے بھی باز نہیں آتی۔ ایک انٹیلی جنس آفیسر کے بقول ''پولیس غیر ملکی کمپنیوں پر دھاوا بول کر ہر چیز چرا لیتی ہے: آئی پوڈ، رقوم، ہتھیار، ریڈیو'' لوگ طالبان سے محبت کرتے ہیں اور حکومت سے شدید نفرت کرتے ہیں (اور امریکیوں سے افغانیوں کی نفرت کا تو کوئی ٹھکانا ہی نہیں) طالبان کے کچھ اصول ہیں، لیکن حکومت کے وابستگان تو نری خون چوسنے والی جونکیں ہیں۔

خودزئی نامی گاؤں میں ہم مسجد میں ایک کمانڈر سے ملے جہاں آٹھ مرد اور دولڑکے فرش پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ جب طالبان چوکیوں پر حملے نہ کر رہے ہوں یا فوجی قافلوں کی گھات میں نہ ہوں تو وہ بیشتر وقت نماز پڑھنے یا وعظ سننے میں گزارتے ہیں۔ قریب ہی ایک گاؤں میں ان لوگوں نے افغان فوج پر شب خون مارا تھا اور بیس افغان سپاہی ہلاک کر دیئے تھے۔ کمانڈر نے فخر سے کہا: ''امریکی ادھر نہیں آتے۔ اس علاقے پر ہمارا کنٹرول ہے۔ یہاں طالبان کی حکومت ہے''۔

ایک کھلے احاطے میں طالبان گشت پر جانے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک ایک اتحادی فوجی ہیلی کاپٹر عین سر پر آ کر فضا میں چکر کاٹنے لگا۔ پوری جنگ میں امریکی زمینی دستوں کی کمی کا مداوا فضائی قوت کے مظاہرے سے کرتے رہے ہیں۔ صوبہ غزنی میں کئی روز سفر کرتے رہیں مگر ہوسکتا ہے کہ آپ کو ایک بھی اتحادی فوجی دکھائی نہ دے۔ میں نے خوف سے مٹھیاں بھینچ لیں اور اس انتظار میں تھا کہ ہیلی کاپٹر ضرور ہم پر فائرنگ کرے گا لیکن طالبان اسے نظر انداز کر کے مجھ پر ہنسنے لگے۔ وہ ہیلی کاپٹر کے حملے کی صورت میں اس پر فائرنگ کے لیے تیار تھے، تاہم میرے وہاں سے چلے آنے کے ایک ماہ بعد انڈار میں فضائی حملے سے ساٹھ مشتبہ طالبان شہید ہو گئے۔

جب ہیلی کاپٹر دور نکل گیا تو میں نے سکھ کا سانس لیا۔ ادھر طالبان موٹر سائیکلوں پر دیہی علاقوں کے گشت کے لیے نکل گئے۔ ایک انٹیلی جنس آفیسر نے بتایا کہ طالبان زیادہ سے زیادہ (حکومت کے حامی) قبائل سرداروں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ جب حکومت بستیوں کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتی تو ان سے حمایت کی توقع کیسے کر سکتی ہے۔

مسجد سے نکلتے ہوئے شفیق نے مجھے بتایا کہ طالبان اتحادیوں سے تعاون کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے ان پر مقدمہ کیسے چلاتے ہیں۔ مشتبہ افراد کے مقدمے کی سماعت قاضی کرتا ہے۔ جو مجرم ثابت ہو جائیں ان کا سر قلم کرنے کا حکم دیتا ہے۔ طالبان دن کی روشنی میں گاڑیاں روک کر غیر ملکیوں کے موبائل چیک کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ قیدی بنانے کے لیے وہ کتنی موٹی آسامیاں ہیں۔ جب ہم ایک گاؤں کے پاس سے گزر رہے تھے تو ایک باریش موٹر سائیکل سوار نے جو کلاشنکوف سے مسلح تھے ہمیں روک لیا۔ ان کا چہرہ جزوی طور پر رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے شناخت کرانے کا مطالبہ کیا۔ شفیق نے انہیں بتایا کہ یہ مہمان ہیں۔ مسلح شخص نے پوچھا کہ کیا میں پشتون ہوں۔ میں نے جواب دیا ''پشتون نے ایم۔'' اس پر انہوں نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور یہ جا وہ جا۔

اب ہم ایک اور مسجد میں پہنچے جس میں ایک درجن افراد موجود تھے۔ فرش پر ایک بڑا کندھے پر رکھ کر چلایا جانے والا میزائل پڑا تھا۔ شفیق نے بتایا کہ ہم کمانڈر کا انتظار کر رہے ہیں جو میرے دورے کی منظوری دیں گے۔ میں سمجھتا تھا کہ میرے دورے کی منظوری طالبان وزیر دفاع دے چکے ہیں۔ جب میں ایک مجاہد سے باتیں کر رہا تھا تو ایک شخص موٹر سائیکل پر ہاتھ میں واکی ٹاکی پکڑے آ گیا۔ اس نے مجاہد کو ڈانٹا کہ اس سے باتیں نہ کرو جب تک کہ کمانڈر نہ آ جائیں۔ قاضی صاحب فیصلہ کریں گے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ لفظ ''قاضی'' سن کر میرے جسم میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی جیسا کہ شفیق مجھے قاضی کے انصاف کے بارے میں بتا چکے تھے۔

بقیہ صحفہ نمبر ۳۰ پر

☆وائٹ ہاؤس پر جوتوں کی بارش میں بش کی رخصتی

اپنی آخری تقریر میں بش نے اعتراف کیا کہ نائن الیون کے بعد اس کا ایک دن بھی آرام سے نہیں گزرا۔ وہ کہتا ہے کہ دہشت گرد اب بھی تاک میں ہیں اور امریکی عوام اب بھی محفوظ نہیں۔ اپنے ملک کے مفادات کے لیے جو کرسکتا تھا کیا۔ بش کا کہنا تھا کہ گیارہ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد زیادہ تر امریکی اپنے معمول کی جانب لوٹ گئے لیکن وہ خود کبھی نہ لوٹ سکا۔ ہر صبح وہ درپیش خطرات کے بارے میں بریفنگ سنتا اور قوم کو ان سے محفوظ بنانے کے لیے تمام طاقت بروئے کار لانے کا عزم کرتا تھا۔

☆اوبامہ نے بائبل پر حلف اٹھا کر صلیبیوں کی قیادت سنبھال لی، عراق سے پسپائی کا اعلان؛ امریکی، مسلمانوں کے دشمن نہیں: حلف برداری کے بعد پہلا انٹرویو

ہزاروں سیکورٹی اہلکاروں کے حفاظتی حصار میں اوبامہ نے بائبل پر حلف اٹھا کر صلیبیوں کی قیادت سنبھالی ہے۔ اُس کا کہنا تھا کہ عراق سے انخلاء کے آغاز، افغانستان میں امن برقرار رکھنے اور ایٹمی ہتھیاروں کے خطرات کو کم کرنے کے لیے امریکہ دنیا کی قیادت کرتا رہے گا۔ لیکن دنیا میں جنگوں کے بیج بونے والے رہنماؤں کو بھی خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ جو اپنی ہر خرابی مغرب پر منڈھ دیتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ امریکی اپنے طرز زندگی پر کسی سے بھی معذرت خواہ ہیں نہ ہم اپنے طرز زندگی کے دفاع کے حوالے سے کسی ہچکچاہٹ کا شکار ہیں۔ دبئی کے العربیہ ٹی وی (**یہ چینل امریکہ نے خلیجی ممالک میں اپنے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے دبئی میں قائم کیا ہے**) کو دیئے گئے انٹرویو میں اوبامہ نے کہا ہے کہ امریکہ مسلمانوں کا دشمن نہیں لیکن امریکہ سے کچھ غلطیاں ہوئی ہیں اور صورتحال سے نمٹنے کے لیے اس نے جو حکمتِ عملی اختیار کی وہ بہترین نہیں تھی۔ اور اسلامی ممالک کے دورے کرکے غلط فہمیاں دور کروں گا۔

اوبامہ کہتا ہے امریکہ مسلمانوں کا دشمن نہیں۔ وہ اسرائیل کے تحفظ کا بھی عزم کرتا ہے اور یہی اوبامہ اپنی انتخابی مہم کے دوران حرمین شریفین پر حملہ کرنے کی بکواس بھی کر چکا ہے۔ آٹھ سال تک اپنی پوری ٹیکنالوجی اورمادی قوت جھونک دینے کے باوجود عالمِ کفر، مجاہدین اسلام کے ہاتھوں ہزیمت سے دوچار ہوا ہے۔ اسی وجہ سے اب پینترے بدل کر دوسرے رُخ سے حملہ آور ہونے کی کوشش کررہاہے۔ مسلمان معاشروں کے سامنے اپنا Soft Image پیش کرکے، مسلمانوں کے دلوں میں امریکہ کے خلاف موجود نفرت اور غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرناچا ہ رہا ہے اور اس کے ساتھ اس کی کوشش ہے کہ اعلائے کلمتہ اللہ کے لیے مصروفِ عمل سرفروشوں کو خودمسلمانوں کے ہاتھوں دبایاجائے۔ لیکن اللہ کے فضل اور جودوکرم سے مجاہدین اسلام ان کے رزیل عزائم خاک میں ملا دیں گے ۔

☆افغانستان میں صورتحال خراب ہے۔ فوج دوگنا کریں گے، پاکستان میں میزائل حملے جاری رہیں گے: امریکی نائب صدر جوزف بائیڈن

ایک امریکی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے بائیڈن نے اعتراف کیا ہے کہ افغانستان میں صورتحال خراب ہوتی نظر آ رہی ہے۔ وہاں امریکی فوجیوں کی ہلاکتیں بڑھی ہیں نیز یہ کہ آٹھ سالہ جنگ کے باوجود طالبان وہاں مضبوط ہوئے ہیں اور پہلے سے کہیں زیادہ علاقوں پر ان کی حکمرانی ہے۔ امریکی فوج کو خطے میں دشمن کے خلاف مزید کارروائیوں کے لیے مامور کیا جائے گا۔ افغانستان میں امریکی فوج کی تعداد دوگنی کر دینے کے بعد 60 ہزار ہو جائے گی۔ بائیڈن کا کہنا ہے کہ پاکستان میں القاعدہ کے خلاف میزائل حملے نہیں رکیں گے۔ بلکہ القاعدہ اور طالبان مجاہدین کے خلاف پاکستان اور افغانستان کے سرحدی علاقوں میں مزید کارروائیوں کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ افغان سرحد پر جنگجوؤں کی نقل و حرکت کو روکنے کے لیے پاکستان سے مزید معاہدے کیے جا رہے ہیں اور 'انسداد دہشت گردی' کے لئے پاکستانی اداروں کو امریکی اہلکار تربیت دیں گے۔

بائیڈن نے ایک بار پھر طالبان مجاہدین کے زیر اثر علاقہ پر اپنا غاصبانہ قبضہ جمانے کی گیڈربھبکی کسی ہے۔ شاید آٹھ سال میں بش اوراس کے حواریوں کی درگت بنتی دیکھ کر بھی بائیڈن کی عقل پوری طرح ٹھکانے نہیں آئی۔ اگرچہ اس کو اتنا تو اندازہ ہوگیاہے کہ جن مردانِ حُر سے اس کا پالا پڑا ہے وہ اس کے سورما ئوں کے کشتوں کے پشتے لگا دیں گے۔ لیکن اپنی یقینی اورزلت آمیز شکست سے وہ ابھی بھی نظریں چرا رہا ہے۔

☆ مالیاتی بحران کے باعث اتحادی افواج افغانستان میں مزید قیام سے گریز کریں گی: نیٹو کمانڈر جنرل کریڈک

افغانستان میں صلیبی اتحادی افواج کے آپریشنل کمانڈر جنرل جان کریڈک نے امکان ظاہر کیا ہے کہ مالیاتی بحران کے باعث افغانستان میں موجود اتحادی افواج مزید قیام سے گریز کریں گی۔ واشنگٹن میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے اُس نے کہا کہ بلقان اور بحیرہ روم میں جاری اتحادی فوج آپریشن پر حالیہ مالیاتی بحران نے گہرا اثر ڈالا ہے اور اسی طرح کے اثرات افغانستان پر بھی پڑنے کی توقع ہے۔ کیونکہ نیٹو ارکان اپنے دفاعی اخراجات کم کرنے پر غور کر رہے ہیں۔

☆ دہشت گردی کے خلاف جنگ سنگین غلطی تھی۔ بش نے خود کو درپیش خطرات کو جواز بنا کر بلا جواز لوگوں کو قتل کیا۔ جنگ نے ''دہشت گردوں'' کو مغرب کے خلاف متحد کیا، برطانوی وزیر خارجہ ڈیوڈ ملی بینڈ کا مضمون

برطانیہ کے وزیر خارجہ ڈیوڈ ملی بینڈ نے برطانوی اخبار 'دی گارڈین' میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں کہا ہے کہ ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ ایک سنگین غلطی تھی۔ بش نے خود کو درپیش خطرات کو جواز بنا کر لوگوں کو قتل کیا۔ ملی بینڈ کا کہنا تھا کہ ''خطرات سے نمٹنے'' کا صحیح طریقہ قانون اور انسانی حقوق کی بالادستی میں تھا، لیکن ان چیزوں کو بنیاد بنا کر استعمال کرنے اور انہیں جنگ کا جواز بنانے سے دنیا میں مختلف قسم کے شدت پسندوں کو مغرب کے خلاف متحد ہونے میں مدد ملی۔ اس نے لکھا ہے کہ ''وار آن ٹیرر'' ایک وسیع معنی رکھنے والی اصطلاح تھی جس کے نتیجے میں ایک ایسے متحدہ دشمن کا خاکہ تشکیل پایا جو اسامہ بن لادن حفظہ اللہ اور القاعدہ کی شکل میں تھا لیکن حالات اس سے کہیں زیادہ پیچیدہ تھے۔ مؤرخ ہی اس بارے میں فیصلہ کریں گے کہ اس اصطلاح نے فائدے سے زیادہ نقصان تو نہیں پہنچایا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ 'وار آن ٹیرر' دراصل 'صلیبی جنگ' ہے جس کا اعتراف بش نے بھی کیا اور اس کے لشکریوں نے بھی۔ رہا اس جنگ کا دوسرا فریق یعنی ''مجاہدینِ اسلام'' تو وہ یہ جنگ نہ تو کسی جزبہ انتقام کے تحت لڑرہے ہیں، نہ کسی محرومی کے مداوا کرنے کے لیے اور نہ ہی کسی خطہ زمین کے لیے بلکہ یہ جنگ تو انسانوں کو انسانی غلامی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں دینے کے لیے ہے اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک روئے زمین پر سے طواغیت اوران کے جبر کا خاتمہ نہیں ہوجاتا اور انسانیت،تمام شیطانی نظاموں کی قید سے آزاد ہوکر خلافت کے سائے تلے قرار نہیں حاصل کرلیتی۔

☆ پاکستان سے نیٹو سپلائی تقریباً ناممکن ہو چکی ہے، قازقستان سے بات جاری ہے: امریکی جنرل کا سپلائی لائن کی سیکورٹی بڑھانے کے لیے پاکستان پر مزید دباؤ

امریکی سینٹرل کمانڈ کے سربراہ جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے کابل میں ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ افغانستان میں پاکستان کے راستے نیٹو افواج کو رسد کی فراہمی تقریباً ناممکن ہو چکی ہے۔ اس وقت بہت کم سپلائی آ رہی ہے اور آہستہ آہستہ مکمل بند ہو جائے گی۔ اس لیے امریکہ نے افغانستان میں نیٹو افواج کو سپلائی کے لیے قازقستان سے بات چیت شروع کر دی ہے۔ دوسری جانب نیٹو کے سیکرٹری جنرل جاپ شیفر نے پاکستان کے دورے کے دوران زرداری، گیلانی اور رحمٰن ملک سمیت تمام پاکستانی عہدیداروں سے ملاقاتیں کرنے کے بعد شاہ محمود قریشی کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں بتایا کہ اگرچہ نیٹو افغانستان میں تعینات فوج کے لیے رسد کے متبادل روٹ پر کام کر رہا ہے، لیکن پاکستانی روٹ ہمارے لیے اہم ہے۔ ہم نے پاکستان سے رسد روٹ کی سیکورٹی بڑھانے کی درخواست کی ہے۔

●___●

بقیہ : ہم افغانستان میں کیونکر ہارے؟

مجھے اس غصیلے آدمی اور دیگر اجنبیوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے کو کہا گیا جبکہ میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب شفیق نے کہا کہ وہ مسجد میں یوسف کے ساتھ رہیں جو کہ نماز پڑھ رہے تھے اور بعد میں وہ دونوں ہم سے آملیں گے۔ یوں لگا جیسے شفیق مجھ سے ہاتھ دھو چکے ہوں۔

مجھے عراق اور لبنان دونوں جگہ ملیشیا کے ہاتھوں پکڑے جانے کا تجربہ ہوا تھا لیکن وہاں میں ان کی زبان بول سکتا تھا اور انہیں قائل کر کے مشکل سے نکل آیا تھا۔ لیکن اب یہاں میں بے یار و مددگار تھا اور پشتو کے چند ٹوٹے پھوٹے لفظوں کے سوا مجھے ان لوگوں کی زبان نہ آتی تھی۔ میں نے شفیق سے کہا کہ میں ان کا مہمان ہوں اور ان کے بغیر نہیں جاؤں گا ورنہ میں ان کے رحم و کرم پر ہوں گا۔ لیکن وہ لوگ رائفلیں لہراتے ہوئے چلانے لگے کہ میں ان کی گاڑی میں بیٹھ جاؤں۔

اتنے میں یوسف مسجد سے باہر آئے اور انہوں نے مجھے کرولا میں بیٹھنے کو کہا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مجھے تنہا نہیں چھوڑ دیں گے۔ انہوں نے ایک اور کلاشنکوف بردار کو گاڑی میں بٹھا دیا جس نے میری حفاظت کرنی تھی۔ میں گھبراہٹ میں کابل میں اپنے رابطہ کاروں کو میسج بھیجے کہ میں مشکل میں ہوں اس دوران میں میرے محافظ کا موبائل بج اٹھا۔ اس کی رنگ ٹون میں مشین گن فائر تھا اور ساتھ طالبان کی شہادتوں پر مبنی ترانہ تھا۔ خوف سے میرا منہ خشک تھا اور مجھ سے بولا نہ جاتا تھا۔ کابل والا دوست جس نے سارے دورے کا اہتمام کیا تھا اس نے شفیق سے کہا کہ میں ان کی ذمہ داری ہوں اور اگر مجھے کچھ ہوا تو وہ انہی کو ذمہ دار ٹھہرائے گا۔ (جاری ہے)

اِک نظر اِدھر بھی!

☆سوات میں سکولوں کو سیکیورٹی فورسز تباہ کر رہی ہیں، وڈیو ثبوت موجود ہیں۔فوج نہ صرف تعلیمی اداروں کو مورچوں کے طور پر استعمال کرتی ہے بلکہ وہاں پر تعلیم کی آڑ میں فحاشی کو فروغ دیا جاتا ہے۔لڑکیوں کو چوتھی جماعت تک سکول پڑھنے کی اجازت دے دی ہے:امیر تحریک طالبان سوات مولانا فضل اللہ

سوات میں تحریک طالبان کے امیر مولانا فضل اللہ نے کہا ہے کہ اُنہوں نے بچیوں کو چوتھی جماعت تک سکول پڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔بی بی سی سے فون پر بات چیت کرتے ہوئے طالبان کی جانب سے سکولوں کو بموں سے اڑانے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ خود سیکیورٹی فورسز نے بھی بعض تعلیمی اداروں کو تباہ کیا ہے جس کے ان کے پاس وڈیو ثبوت موجود ہیں۔البتہ انہوں نے کہا کہ طالبان اس لیے تعلیمی اداروں کو تباہ کر رہے ہیں کیونکہ فوج نہ صرف تعلیمی اداروں کو مورچوں کے طور پر استعمال کرتی ہے بلکہ وہاں پر تعلیم کی آڑ میں فحاشی کو فروغ دیا جاتا ہے۔انہوں نے کہا کہ حکومت بھی تو ہم پر پھول نہیں بلکہ میزائل اور بارود برساتی ہے جس کا ردعمل بھی اسی قسم کا ہوگا۔مولانا فضل اللہ نے کہا کہ جنرل کیانی کے دورہ سوات کے بعد فوجی کاروائی میں تیزی آئی ہے۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ فوجی آپریشن میں تیزی آنے کے بعد فوج نے تنگلوئی اور منگلور میں عام شہریوں کو مار کر انکی لاشیں سر عام پھینک دی ہیں۔

☆امریکہ کی اقتصادی بدحالی:ایک دن میں ۵۰ ہزار لوگ نوکریوں سے فارغ

تاریخ کے بدترین اقتصادی بحران سے دوچار امریکہ میں بے روزگاری کا طوفان مزید قیامتیں ڈھا رہا ہے۔ پیر 26 جنوری کو امریکہ کے بڑے کاروباری اداروں نے ایک دن میں 50 ہزار لوگوں کو ملازمتوں سے فارغ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ان اداروں میں سپرنٹ نیکسٹل (Sprint Nextel) ٹیکساس انسٹرومنٹس، کیٹر پلر، اور دوا ساز کمپنی فائزر جیسے ادارے شامل ہیں۔اس طرح مجموعی طور پر 2009ء کے پہلے ماہ جنوری میں 200,000 سے زائد ملازمتیں ختم ہوگئی ہیں۔جبکہ 2008ء میں امریکہ میں تقریباً 26 لاکھ لوگ نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔کچھ ماہرین معاشیات کے خیال میں یہ صرف آغاز ہے۔اور معاملہ بہت آگے جا چکا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے گڑھ امریکہ کی اقتصادی بدحالی کے یہ مظاہر تہذیب مغرب کے اندھے مقلدین کے لیے یقینا باعثِ حیرت ہوں گے لیکن اہل نظر نے اس کی پیش گوئی بہت پہلے ہی کردی تھی۔ بقول اقبالؒ

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

☆امریکہ نے 'انسداد دہشت گردی' کے لیے سرحد حکومت کو 41 لاکھ ڈالر کے آلات فراہم کردیے

امریکی حکومت نے امریکی سفارتخانہ کے شعبہ نارکوٹکس افیئرز کے توسط سے سرحد پولیس کو 41 لاکھ ڈالر کے سیکورٹی آلات فراہم کردیے ہیں۔فرنٹیئر ہاؤس اسلام آباد میں ایک تقریب میں یہ آلات امریکی قونصل خانہ پشاور کی پرنسپل افسر لینڑ لیسی نے صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ امیر حیدر ہوتی کے حوالے کیے۔ان آلات میں فوجی گاڑیاں، موٹر سائیکلیں، ہیلمٹ اور بلٹ پروف جیکٹس شامل ہیں۔جبکہ مزید آلات جن میں پانی کے ٹینکر، ایمبولینس، گاڑی کھینچنے والے ٹرک اور موبائل ورکشاپ شامل ہیں۔آئندہ چار مہینوں میں ماہ فراہم کئے جائیں گے۔ان آلات کی فراہمی پاکستان کے ساتھ جاری سرحدوں کی سلامتی کے امریکی منصوبہ کا حصہ ہے۔

امیر حیدر ہوتی نے امریکیوں سے یہ سامان وصول تو کرلیا ہے لیکن اس کا حق نمک ادا کرنے کے لیے اسے سخت پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔ بلکہ وزارتِ اعلی کی کرسی کے مزے لینے کی بجائے ہوسکتا اسے بار بار اس سامان کی گنتی پوری کروانے کے لیے امریکی قونصلیٹ جانا پڑے۔ جس طرح پاکستانی فوج کو دی جانے والی رات کو دیکھنے والی عینکیں(Night Vision Goggles)امریکی ہر ماہ واپس لے کر گنتے تھے کہ کہیں پاکستانی فوجیوں نے ان میں سے کوئی طالبان کو فروخت نہ کردی ہو۔

☆افغانستان میں لڑنے سے مسلمان فرانسیسی فوجیوں کا انکار:متعدد برطرف

ایک فرانسیسی اخبار نے انکشاف کیا ہے کہ فرانس کی فوج میں شامل مسلمان اہلکاروں نے افغانستان میں لڑنے سے اس بنیاد پر انکار کردیا ہے کہ ان کا دین اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑنے کی اجازت نہیں دیتا۔جس کے نتیجے میں کئی مسلمان فوجیوں کے خلاف انضباطی کارروائی ہوئی اور کئی فوجی فوج سے برطرف کر دیے گئے۔فوجی ترجمان کرنل بینوئٹ نے بھی فرانسیسی اخبار 'لبریشن' کی اس رپورٹ کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ انکار کی بنیادی وجہ مذہب ہے، تاہم ایسے واقعات کی

تعداد زیادہ نہیں۔ اخبار کے مطابق حال ہی میں مشرقی فرانس سے تعلق رکھنے والے ایک فوجی نے جو افغانستان میں تعینات تھا، خدمات انجام دینے سے انکار کردیا۔ تاہم بعد میں ایک عالم[سوء] سے ملاقات کے بعد وہ رضامند ہوگیا۔

مقام حیرت ہے کہ دارالکفر میں بسنے والے عام مسلمان جو اگرچہ فوج میں نوکری کررہے ہیں۔ عقیدہ ولاء وبرا(یعنی دوستی ودشمنی کا عقیدہ، جو کہ اسلام کا انتہائی اہم عقیدہ ہے)کی کچھ نہ کچھ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف خود کو علماء کہنے والے نفس کے پجاری ہیں جو کفار کی افواج کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے بارے میں مسلمان فوجیوں کو جھوٹی تاویلوں کے ذریعے گمراہ کررہے ہیں اور اپنے ساتھ ساتھ ان کی عاقبت بھی برباد کررہے ہیں۔ اللہ ان سب کو ہدایت دے۔ آمین

☆ جاسوسوں کی سرکوبی کے حوالے سے بی بی سی کی رپورٹ

پاکستان کے دیگر قبائلی علاقوں کی نسبت وزیرستان میں سرحد پار افغانستان سے گزشتہ کئی سالوں سے جاری امریکی جاسوسی طیاروں کے میزائل حملوں میں شدت آئی ہے۔ لیکن شمالی وزیرستان میں حیرت انگیز طور پر لگ بھگ ایک ماہ سے کسی قسم کا کوئی حملہ نہیں ہوا ہے۔ حالانکہ اس کے مقابلے میں جنوبی وزیرستان میں حملے بڑھ گئے ہیں۔

اس کی وجوہات جاننے کے لیے جب وزیرستان میں مجاہدین کے مختلف کمانڈروں سے گفتگو ہوئی تو اس کی ایک یہ وجہ بھی سامنے آئی کہ مجاہدین کی جانب سے گزشتہ ایک ماہ کے دوران مبینہ طور پر جاسوسی کرنے والے ایک درجن سے زیادہ افراد کو قتل کرنے کے بعد حملوں میں کمی واقع ہوئی ہے۔ ایک مجاہد رہنما کا دعویٰ ہے کہ شمالی وزیرستان میں امریکہ، افغان حکومت کے لیے مبینہ طور پر جاسوسی کرنے کے کئی نیٹ ورک سرگرم عمل ہیں جنھیں انہوں نے حالیہ دنوں میں بہت حد تک کمزور کردیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مجاہدین کی جاسوسی کرنا ایک منافع بخش کاروبار بن گیا ہے۔ جس میں شامل کئی افراد ایک کڑی کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ ان کے بقول انہوں نے جاسوسی کے الزام میں جن افراد کو گرفتار کیا ہے ان سے ملنے والی معلومات کے مطابق جاسوسی کرنے کی بھرتی اور تربیت شمالی وزیرستان سے متصل افغانستان کے مشرقی صوبے خوست میں دی جاتی ہے۔

مجاہدین کے ایک اور کمانڈر کے بقول تفتیش کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جاسوسی کرنے والے شخص کے ساتھ عرب مجاہدین کے بارے میں معلومات دینے اور حملے میں معاونت کی خاطر ان کے ٹھکانے میں مخصوص 'چپ' رکھنے کے عوض دس ہزار ڈالر دینے کا وعدہ ہوتا ہے لیکن بعد میں مختلف لوگوں کے ہاتھوں سے ہوتے ہوئے اسے محض ستر ہزار یا ایک لاکھ روپے تک ملتے ہیں۔ ان سے سوال کیا گیا کہ انہیں کیسے معلوم ہوتا ہے کہ کون شخص جاسوسی میں مبینہ طور پر ملوث ہے تو ان کا کہنا تھا کہ مجاہدین نے اس قسم کے افراد کے لیے اپنا ایک باقاعدہ گروپ تشکیل دیا ہے۔ جبکہ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ لوگ استشہادی حملہ آور بننے کے لیے آئے ہیں جنھیں بعد میں بعض مشکوک حرکات وسکنات کی وجہ سے گرفتار کیا گیا ہے۔ ان لوگوں سے تفتیش کے دوران انہوں نے نہ صرف اعتراف کیا ہے بلکہ باقی لوگوں کے بارے میں بتادیا ہے۔

ان کے مطابق جو لوگ مبینہ طور پر جاسوسی میں ملوث پائے گئے ہیں ان میں زیادہ تر ٹیکسی ڈرائیور، حجام، مکینک، مستری اور مزدوری کے پیشوں سے منسلک تھے۔ انہوں نے مزید کہا کہ شمالی وزیرستان میں انہوں نے گزشتہ کچھ عرصے میں درجن بھر سے زیادہ لوگوں کو جاسوسی کے الزام میں قتل کیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ گزشتہ ایک ماہ سے جاسوسی طیاروں کے حملے نہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے۔ تاہم ان کا کہنا ہے کہ جاسوسی کا نیٹ ورک مکمل طور پر ختم نہیں ہوا ہے۔

یاد رہے کہ شمالی وزیرستان میں کئی سالوں کے دوران درجنوں افراد کو جاسوسی کے الزام میں ہلاک کیا گیا ہے۔ گزشتہ سال دسمبر میں بھی طالبان مجاہدین نے پانچ افراد کی ویڈیو ٹیپ جاری کی تھی جس میں انہوں نے میزائل حملے میں شہید ہونے والے القاعدہ رہنما شیخ ابواللیث اللیبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مبینہ طور پر جاسوسی کرنے کا اعتراف کیا تھا۔ ان افراد نے دعویٰ کیا تھا کہ اس کام کے عوض ایک کو پندرہ جبکہ باقی چار کو دس دس لاکھ روپے دیئے گئے۔

☆ جکارتہ میں لاکھوں افراد کا پاکستانی قبائل پر امریکی حملوں کے خلاف مظاہرہ

انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں جمعہ کے روز لاکھوں افراد نے پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کے خلاف مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے اوبامہ سے پالیسی تبدیل کرنے اور عراق اور افغانستان سے فوجیں واپس بلانے کا فیصلہ کیا۔ مظاہرین نے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے۔ جن پر امریکہ کے خلاف سخت نعرے درج تھے۔

اگرچہ صلیبیوں کو ایسے مظاہروں سے کوئی فرق نہیں پڑتا چاہے ان کے شرکاء کروڑوں میں کیوں نہ ہوں۔ جلسے جلسوں اور مظاہروں کے شرکاء چاہے لاکھوں ہو یا ہزاروں، صلیبیوں کے لیے وہ اتنی پریشانی کا باعث بھی نہیں بنتے۔ جتنی پریشانی ان کو ایک تنہا مجاہد کے فدائی حملے سے ہوتی ہے۔ لیکن انڈونیشیا کے مسلمانوں نے پاکستان کے مسلمانوں اور دینی وسیاسی جماعتوں کو ضرور آئینہ دکھایا ہے جن کے اپنے ملک میں کفار جارحیت کررہے ہیں اور وہ دم سادھے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

●—●

دیارِ جاناں کی عظمتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر
قدم قدم پر اذیتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

بلند ہمت ،جواں ارادے ،کتابِ برکف،حدیث برلب
قیامت انگیز شدّتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

فضائیں تاریک، دور منزل، قدم قدم آندھیاں، بگولے
رہِ طلب کی صعوبتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

نظامِ طاغوت کو مٹانے حقیقتوں کی سپاہ لے کر
لعین باطل کی طاقتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

تمہارے جلووں کی تابشوں سے نگاہِ باطل ہے خیرہ خیرہ
ہجومِ باطل کی ظلمتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

لگی ہے آگ کچھ اس غضب کی، سلگ رہی ہیں تمام راہیں
جہنم انگیز راستوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

قدم قدم پر بہ حدِ امکاں، تمھیں مٹانے کی سازشیں ہیں
سنبھل سنبھل کر نزاکتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

تمہارے ایثار کے تصدّق، تمہارے عزم و عمل کے قرباں
رہِ خدا میں شہادتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

کفیل اِک دن پہنچ ہی جائیں گے کامیابی کی منزلوں تک
بہت ہی پُر پیچ راستوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

دیارِ جاناں کی عظمتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر
قدم قدم پر اذیتوں سے گزرنے والو! سلام تم پر

ستاون اسرائیل

دُنیا میں ستاون مسلم ریاستیں بھی تو اسرائیل بنی ہوئی ہیں۔ باقی کا شکوہ کیوں کریں! یہ ستاون اسرائیل جو خود کو 'مسلم' کہتے ہیں، جُبے پہننے والے، سوٹ کوٹ پہننے والے' بے حمیت اور بے غیرت۔ کیوں نہیں کہتے آپ انہیں اسرائیل؟ ایک اسرائیل پر تو ہم تھوک بھی دیں تو وہ اس میں ڈوب جائے۔ ان ستاون اسرائیلوں سے کیسے جان چھڑائیں؟ جن کی بدولت اسرائیل قائم ہوا اور ابھی تک قائم ہے۔ یہی تو سوچنا ہے۔ صرف سوچنا نہیں' کچھ کر گزرنا ہے۔ جب کر گزرنے کی بات آتی ہے تو ہمیں اپنا تام جھام نظر آنے لگتا ہے۔ ہائے ہمارے محلات' ہماری گاڑیاں' ہمارے خزانے نہ لٹ جائیں! جسے ہم نے جھوٹ سچ بول بول کر' خوشامد کر کے' سودی کاروبار کے ذریعے' اپنا ضمیر بیچ کر جمع کیا ہے۔ یہ جو ہمارا سامانِ تعیش ہے' اِس کا کیا بنے گا؟ بس یہیں سے پھر ہم حکمت کا وعظ شروع کرتے ہیں۔ حکمت اور بے غیرتی میں ایک باریک سی لکیر تو ہمیں نظر ہی نہیں آتی۔ آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھے ہیں ہم۔ دل ہوتے ہوئے بھی مُردہ' نفاق کا پیکر۔ اب بُرا لگتا ہے تو کیا کیا جائے! آپ کا قصیدہ پڑھا جائے؟ نہیں یہ اب نہیں ہوگا۔ قصیدہ گو بہت ہیں۔ سنتے رہیے اُنہیں، سر دُھنتے رہیے۔ ستاون اسرائیل' مسلم لبادہ اوڑھے ہوئے۔ ہم سب کے سب بس سوگ مناتے ہوئے' آہ و زاری کرتے ہوئے کبھی نہیں سوچتے کہ پہلے اُن کاسہ لیسوں سے جو ہماری مسلم دنیا پر قابض ہیں' جان چھڑائیں۔ جب تک یہ مسلط ہیں ہم آہ و زاری کرتے رہیں گے اور خود کو معتبر سمجھتے رہیں گے۔ پہلا کام ان نمک حراموں سے نجات حاصل کرنا ہے۔ اسرائیل کے خلاف تو کچھ بعد میں کریں گے' پہلے خود پر مسلط امریکی' اسرائیلی 'ٹوڈیوں' کے خلاف سینہ سپر ہوں تو تب ہی کچھ کر سکیں گے ہم۔ یہ ایجنٹ ہمیں لے ڈوبے ہیں۔

[ابوشامل کے یہ خواب ہی تو مرا شاہ کار ٹھہرے گا سے اقتباس]

[ابوشامل کے یہ خواب ہی تو مرا شاہ کار ٹھہرے گا سے اقتباس]